هو الحبیب الذی ترجی شفاعتہ لکل ہول من الاہوال مقتحم

الحمد للہ کہ درین ایام بہجت فرجام رسالہ متبرکہ موسومہ بہ

دفع التامل عن التوسل بسید الرسل

۱۳۲۳ھ

مؤلفہ جناب مولوی مشتاق احمد صاحب حنفی چشتی

در مطبع مجتبائی دہلی بقالب طبع درآمد

۱۹۰۵ء

تقریظ

حضرت مولانا شاہ محمد عمر صاحب الملقب بشاہ سراج الحق قادری دہلوی دام برکاتہم

حامداً و مصلیاً

راقم اثم نے اس رسالہ کو حضرت مصنف عمدۃ المحققین برگزیدۂ بارگاہ احد مکرمی مولوی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری سلمہ اللہ تعالی کی زبان حق ترجمان سے قریب نصف کے حرفاً حرفاً سنا ماشاء اللہ دلائل حقہ و مطالب محققہ کہ جو بعنوان نفیس و عبارت سلیس تحریر فرمائے ہیں موافق مسلک جمہور اہل سنین کے پائے جو شخص بنظر انصاف و دیدۂ حق بین ملاحظہ کریگا بے شائبۂ تکلیف و بے ریب و تامل یقین جان لیگا کہ توسل بجناب سید الرسل و تشبث باذیال ہداۃ الانام و اہل سلفاً و خلفاً مشہور و متوارث ہے اللہ تعالی بفضلہ الاتم و وسیلہ جمیلہ حضرت اکرم الرسل اس رسالہ فیض مقالہ کو پیرایۂ قبول بخشکر عام خلائق کو اس سے منتفع فرما کر مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرماوے فقط الراقم الاحقر محمد عمر الملقب بشاہ سراج الحق القادری تاب اللہ و ہداہ واوصلہ الی ما یتمناہ۔

تقریظ مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی مفسر تفسیر حقانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی - توسل کے معنے پر اگر غور کیا جائے اور خاص لفظی بحث کو چھوڑ دیا جاوے تو کسی مسلمان کو اسمین ذرا بھی شبہ کرنیکی مجال نہوگی کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ روحانی ایسا ہی ہے کہ جیسا روح کا جسم کیلئے انسان اصلی یہ جسم فانی اور متغیر نہیں نہ یہ مدرک ہے وہ جو کچھ رنج و راحت کے مزے اور تلخیاں اٹھاتا ہے و الا انسان ہی وہ روح ہی ہے جسکو اس جسم عنصری سے جدا ہو جانا مردہ نہیں کر سکتا پھر ارواح کی تربیت اور انپر فیض الہی نازل ہونیکا وسیلہ اس حالت حیات میں بھی اور مرنیکے بعد بھی رسالت بالخصوص رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام نہیں ہے تو اور کیا چیز ہے - ایماندارونپر جو کچھ روحانی برکات و فیض پہنچتے ہیں وہ نبی ہی کے ذریعہ سے پہنچا کرتے ہیں جس سے وہ سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اُس سے وہ فیض بھی اسی طرح منقطع ہو جاتا ہے کہ جسطرح اجسام میں انفصال جسمانی سے طبیعت مدبرہ کا فیض منقطع ہو جاتا ہے اور جب ارواح کو بالخصوص روح اعظم حضرت محمد مصطفے روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت نہیں بلکہ کدورت جسمانیہ دور ہو جانے سے اور بھی ترقی ہو جاتی ہے جیسا کہ آیت میں اشارہ ہے ان الدار الآخرة لهي الحيوان لو كانوا يعلمون تو پھر حیات عرفی و ممات عرفی کا مسئلہ پیش کرنا محض نافہمی ہے اس رسالہ میں فاضل مصنف نے روایات و منقولات کی رو سے اسی بات کو ثابت کرنا چاہا ہے اور جہانتک میرا خیال ہے خوب ثابت کیا ہے رہا مجادلہ سو اسکے بند کرنیکا تو کسیکو اختیار ہی نہیں اسکو تو اللہ ہی بند کر سکتا ہے ورنہ جسکے ہاتھ میں قلم اور منہ میں زبان ہے جو چاہے لکھ سکتا اور جو چاہے کہہ سکتا ہے - فقط

راقم ابو محمد عبد الحق عفا عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ مابین خاکسار راقم الحروف اور نواب ضمیر مرزا صاحب بمواجہ جناب حکیم غلام رضا خان صاحب و دیگر اہل جلسہ مسئلہ توسل بسید الرسل مین یہ اختلاف واقع ہوا تھا کہ نواب صاحب کہتے تھے کہ حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات والتحیات سے حالت حیات مین وسیلہ پکڑنا درست ہی مگر وفات کے بعد درست نہین خاکسار نے یہ عرض کیا تھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کا وسیلہ پکڑنا اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا جیسا حضور کی حیات مین درست تھا ویسا ہی بعد وفات بھی درست ہی - اپنے دعوی پر نواب صاحب نے حدیث صحیحین پیش کی تھی جسکا مطلب یہ ہی کہ قحط کے وقت امیر المومنین عمرؓ نے استسقا مین جو دعا مانگی اسمین حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا - رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ نہین پکڑا حیث قال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا - اس سے معلوم ہوا کہ جو زندہ موجود نہ ہون انسے وسیلہ پکڑنا درست نہین جسپر خاکسار نے عرض کیا تھا کہ اس حدیث مین امیر المومنین نے قرابت نبوی کو بارگاہ الٰہی مین جتلا کر جو حضرت عباس سے وسیلہ پکڑا ہی وہ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے وسیلہ پکڑا ہی اسمین آنحضرت سے وسیلہ پکڑنے کی تائید ہی انکار نہین یہ خلاصہ اس تقریر کا ہی جو جلسہ احباب مین ہوئی - اسکے بعد دوستون کے فرمانے سے خاکسار نے اس مسئلہ کو ایک مختصر تحریر مین قلمبند کر کے اسکا نام التوسل بسید الرسل رکھا اسمین نواب ضمیر مرزا صاحب

کا نام صراحۃً اس غرض سے ظاہر نہین کیا تھا کہ اوّل اس گفتگو سے مناظرہ مقصود نہ تھا دوسرے نواب ضمیر مرزا صاحب کے نام کی تصریح کو تمام احباب جلسہ بخیال انکی کدورت وملال کے پسند نہیں کرتے تھے جب رسالۃ التوسُّل چھپ گیا خاکسار نے خود نواب صاحب کے دولتخانہ پر جاکر انکی نذر کیا اور یہ عرض کیا کہ اور مسائل جزئیہ مین اگر آپ کے خیالات بدل گئے مضائقہ نہین مگر ذات پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ ہونے مین قبل از پیدائش عالم اور بحالت حیات وبعد از وفات اور برزخ وآخرت غرض ہر موطن مین بجز معدودے چند ابن تیمیہ وغیرہ کے اور کسی کو علمار اہل سنت وجماعت مین سے اختلاف نہین آپ اس مسئلہ مین نظر ثانی کرین اور مسلک ابن تیمیہ ہی پر جو جمہور اولیاء کے خلاف ہی عقیدہ نہ جمالین کیونکہ آپکو طریقت مین بھی خاندان عالیہ نقشبندیہ مین توسّل ہے۔

نواب صاحب نے اُسوقت کشادہ پیشانی اور اخلاق گرامی سے موافق اپنی سابق عادت کے یہی جواب دیا تھا کہ غور کرونگا مگر یہ بھی کہا تھا کہ اگر مناسب ہوگا تحقیق کے طور پر کچھ لکھا جائیگا چنانچہ غور کے بعد رسالہ التامُّل بجواب رسالۃ التوسُّل شائع ہوا جسمین نواب صاحب نے اپنا نام نہین لکھا مگر اہل دہلی علی الخصوص احباب کو معلوم ہو کہ کسنے لکھا اور کس عالم کے مشورہ اور امداد سے لکھا گیا خیر کسینے لکھا ہمین اس سے بحث نہین نواب صاحب ہون یا اور صاحب انکے ہم مشرب ہون مگر رسالہ التامُّل مین جو ۲۴ صفحے کا ہی اپنے انوکھے دعوے عدم جواز توسل بعد وفات حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات پر سوائے حدیث استسقاء کے جسکا اصلی مدلول ہمارا مؤید ہی کما سیجی اور کوئی حدیث قوی یا ضعیف مرفوع یا مرسل ایسی نہین لکھی جو عدم جواز توسل بسید الرسل پر دلالت کرتی ہو ہان ہمارے رسالہ التوسل مین جو احادیث ثبوت توسل میں پیش کیگئی ہین انکی رواۃ پر جرح نقل کی ہی دو چار حدیثین تو ایسی نقل کرتے جنمین خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا کسی صحابی نے صریح الفاظ مین یہ فرمایا ہو کہ حضور سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفات کے بعد حضور کے وسیلہ پکڑنا اور حضور کے وسیلہ سے دُعا مانگنا درست نہین جب کوئی نص اس اپنے دعوے خلاف جمہور پر پیش نہین کرسکے تو کیون جواب لکھنے کی زحمت

اُٹھائی فاعتبروا یا اولی الابصار۔ فاقول و باللہ التوفیق۔

ایّھا النّاظرین۔ جبکہ یہ عقیدہ مسلّمہ امّتہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت اور توقیر و تعظیم جیسی حالت حیات مین تھی ویسی ہی وفات کے بعد بھی ہے کسی امر کسی مرتبہ مین کمی نہین پس جیسا وسیلہ حضور کی ذات پاک کا حیات مین تھا ویسا ہی بعد وفات رہا فرمایا حضرت امام المحدثین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا مین صفحہ ۳۹ مصری واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم کما کان حال حیاتہ ترجمہ جان لو حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور حضور کی توقیر اور تعظیم وفات کے بعد ویسی ہی لازم ہے جیسکہ زندگی مین تھی۔ دوسری جگہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین۔ کی تفسیر مین کہا فکانت حیاتہ رحمۃ ومماتہ رحمۃ کما قال علیہ السلام حیاتی خیر لکم وموتی خیر لکم یعنی چونکہ اللہ کریم نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم کیواسطے رحمت کرکے بھیجا ہے تو حضور کی زندگی بھی عالم کیواسطے رحمت ہے اور حضور کی وفات بھی رحمت ہے جیسا کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تفسیر مین فرمایا میری زندگی بھی تمہارے واسطے بہتر ہے اور موت بھی بہتر ہے (شفا صفحہ ۱۲ مصری)

ناظرین خود نتیجہ نکال لین کہ جب نص قطعی سے آپ کا رحمت ہونا تمام عالم کیواسطے ہر ایک زمانے مین برابر ہے تو جیسا حضور کی حیات مین بوجہ حضور کی ذات پاک کے رحمت ہونے کے حضور سب کے وسیلہ تھے اور حضور کے وسیلہ سے دُعائین مانگتے تھے ویسے ہی اب بھی بدستور رحمت ہین اور حضور کا وسیلہ پکڑنا اور اس رحمت الٰہی سے متمتع ہونا یقیناً درست ہے اور جیسا اللہ کریم نے ہر زمانہ مین حضور کا رحمت عالم ہونا تبلا دیا حضور نے خود بھی فرما دیا اور اپنی امت مرحومہ موجودہ اور آیندہ دونون کی تسلی کر دی کہ میری زندگی اور موت دونون تمہارے حق مین خیر اور بہتر ہین یعنی دونون حالتون مین کچھ کسی امر کا فرق نہین۔

رواہ مسلم عنہ انس ایضاً

نواب ضمیر مرزا صاحب یا اور اُنکے ہم مشرب اور اُنکے مؤید اس آیہ اور حدیث مرقومتین مین بتلادین کہ دونون حالتون مین کسی قسم کا فرق ہی کہ حالتِ حیات مین تو حضور کی ذاتِ پاک کو وسیلہ بنائین اور بعد وفات وسیلہ بنانے کو ناجائز قرار دین۔

یہ آیت تو قرآن شریف مین موجود ہی ہی اور حدیث گویا اسکی تفسیر کتاب شفا قاضی عیاض مین موجود ہی۔ تخریج احادیث شفا مین علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن مسعود اور بکر بن عبد اللہ المزنی دو صحابی کو اس حدیث کا راوی لکھا ہی اسناد حدیث پر کوئی جرح نہین کی عبارت بلفظہ یہ ہی الحارث بن اسامۃ فی مسندہ من حدیث بکر بن عبد اللہ المزنی و البزار من حدیث ابن مسعود۔ مناہل الصفا صفحہ ۲۰۔ اگر یہ شبہ گزرے کہ اس آیہ اور حدیث مین حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ذکر ہی وسیلہ ہونیکا ذکر نہین پھر وسیلہ کے اثبات مین انکو کسطرح پیش کیا جواب اسکا یہ ہی کہ حضور پُرنور کا رحمۃ للعالمین ہونا اسی وجہ سے ہے کہ حضور کی ذاتِ پاک اور جو کچھ حضور پُرنور پر نازل ہوا ہر قسم کی بھلائیون کا سبب ہی اور ہماری مراد وسیلہ سے سبب ہی ہی کہ حضور سبب اور ذریعہ تمام بھلائیون کا ہین اور اس وسیلہ سے ہم دعائین مانگتے ہین کہا بیضاوی مین وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ لان ما بعثت بہ سبب لاسعادھم و موجب لصلاح معاشھم و معادھم اور تفسیر مدارک مین اس آیہ کی تفسیر مین یہ حدیث لکھی ہی کہ حضور نے فرمایا انما انا رحمۃ مھداۃ یعنی مین خدا تعالی کی طرف سے تمہارے پاس رحمۃ بھیجا گیا ہون۔ اور تفسیر جامع البیان مین ہی فانہ دفع ببرکتہ الخسف والمسخ والاستیصال یعنی حضور کی برکت کے سبب مین کا دھس جانا اور انسانون کا مسخ ہوجانا یا بیخ و بُن سے برباد ہوجانا موقوف ہوا۔

خاکسار نے اسوقت لکھتے لکھتے جو تفسیر نیشاپوری کو اس موقع پر دیکھا تو صریح الفاظ مین اہل استدلال کو یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وجود باجود کو جملہ عالم کیواسطے ذریعہ اور وسیلہ ہونا صریح الفاظ مین پایا حیث قال فی تفسیر اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِیْنَ وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ والبلاغ ما یبلغ بہ المرء مطلوبہ من الوسائط والوسائل ولا مطلوب اجل

من سعادة الدارين فكل من كان وسيلة الى نيل هذا المطلوب على الوجه الاتم الاكمل كان وجوده
رحمة من الله لطالب المتحيرين وما ذاك الا خاتم النبيين فلهذا قال وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
(نیشاپوری جلد ثالث سورہ انبیا)

دلیل ثانی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ترجمہ اور اگر ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر بخشواتے
اللہ سے اور رسول انکو بخشواتا اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان۔

اس آیہ کریمہ مین بطور شرط و جزا کے بتلایا گیا ہے اگر گنہگار توبہ کی نیت سے تمہارے پاس آوین اور گناہون سے
توبہ کرین اور خودتم بھی انکی سفارش کرو تب اللہ انکی توبہ قبول کریگا یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذریعہ کے بغیر اور بلا سفارش حضور کے اللہ کریم توبہ قبول نہین کریگا۔ واضح ہو کہ امت محمدیہ مین
اکثر اہل اسلام گناہون سے توبہ کرتے وقت اور دیگر دعاؤن مین حضور کا نام نامی لیکر وسیلہ
پکڑتے ہین اور جو بعض اشخاص مسلمان عبادات مین وقت التجا و استغفار اور دعاؤن کے حضور کے
نام پاک کا وسیلہ ظاہر نہین پکڑتے وہ دل سے اس وسیلہ کے منکر نہین انکی نیت یہی ہوتی ہے کہ بوجہ
اسلام سے مشرف ہونیکے اور حضور نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم کی امت مین ہونے کے ہم معافی
گناہون کے مستحق ہین غرض کوئی مسلمان ابتداء اسلام سے ابتک بشرطیکہ وہ حضور بانی اسلام
علیہ الصلوۃ والسلام سے پوری محبت رکھتا ہو اور اسکے دل مین حضور کی وہی تعظیم ہے جو ایک امتی
کے دل مین اپنے نبی کی نسبت ہونی چاہیئے جناب الٰہی مین کسی التجا کو حضور کے ذریعہ کے بغیر پیش نہین
کریگا خواہ وسیلہ کا لفظ یا جو اسکے مرادف ہو اسکی زبان پر آوے یا نہ آوے۔ پس عجب ہے ان
ان حضرات سے کہ امتی ہونیکی مدعی ہوکر نبی کی وفات کے بعد اس نبی کے وسیلہ ہونیکے منکر ہو گئے
اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنے کو ناجائز قرار دین۔ تفسیر مدارک مین اس آیہ کی تفسیر اسطرح کی ہے
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ بالتحاكم الى الطاغوت جَاءُوْكَ تائبين من النفاق معتذرين
عما ارتكبوا من الشقاق فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ من النفاق والشقاق وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ بالشفاعة

لهم دالعامل فی اذظلموا خبران وهو جاؤک والمعنی لو وقع مجیئهم فی ظلمهم مع استغفارهم و
استغفار الرسول لوجدوا الله توابا العلوه توابا ای لتاب علیهم ولم یقل و استغفرت لهم عدل
عنه الی طریقة الالتفات تفخیما لشان رسول الله صلی الله علیه وسلم و تعظیما الاستغفاده و
تنبیها علی ان شفاعته من اسمه الرسول من الله بمکان رحیما بهم ۔ قیل جاء اعرابی بعد دفنه
علیه السلام فرمی بنفسه علی قبره وحثا من ترابه علی رأسه وقال یارسول الله قلت فسمعنا
وکان فیما انزل علیک ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الآیۃ وقد ظلمت نفسی وجئتک استغفر الله
ذنبی واستغفر لی ربی فنودی من قبره قد غفر لک ۔ اور اسیکے قریب دیگر تفاسیر مین آیہ
ہذا کی تفسیر ہے جس سے صاف ظاہر ہو کہ حضور ہی کے ذریعے سے گناہ معاف ہوتے مین اسجگہ
صاحب مدارک نے قصہ اعرابی نقل کرکے بتلادیا کہ حضور کا ذریعہ حضور کی حیات ہی پر موقوف
نہین بلکہ بعد وفات اسیطرح ہے جیساکہ اعرابی نے حضور کی وفات کے بعد حاضر ہو کر بیتاب
ہو کر قبر شریف پر اپنے آپ کو گرادیا مٹی سر پر ڈالنے لگا اور عرض کیا یارسول اللہ جو کچھ
حضور نے فرمایا ہمنے سُنا اور یہ آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الی آخر الآیۃ حضور پر
نازل ہوئی ہے اب مین گنہگار ہو کر آیا ہون خدا سے مغفرت طلب کرتا ہون حضور بھی
مغفرت کی دُعا مانگین چنانچہ قبر شریف سے آواز آگئی کہ تیرے گناہ معاف ہو گئے ۔

سوال علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم کے صفحہ ۲۸۹ مین اس آیہ کی نسبت
لکھتے ہین کہ یہ حکم موت کے بعد نہین بلکہ زندگی ہی مین ہے کہ جو خدمت اقدس حضور مین
حاضر ہوتا استغفار پڑھتا حضور بھی انکی واسطے دعاء مغفرت فرماتے گناہ معاف ہوجاتے ۔

جواب یہ امر علامہ ابن تیمیہ نے جمہور اہل اسلام کے مسلک کے خلاف بلا دلیل لکھا ہی جو یقینا
غلط ہی کیونکہ نصوص آیات واحادیث مین موافق قاعدہ اصول اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا
ہے خصوص مورد کا لحاظ نہین ہوتا جو احکام ہین اگرچہ انکے موارد خاص ہون مگر وہ احکام تمام
امت ہی کیواسطے عام ہین چنانچہ اسی آیۃ کے متعلق کہا شفاء الاسقام مین والآیۃ وان وردت

فی اقوام معینین فی حالة الحیاة فعمّ بعموم العلّة کل من وجد فیہ ذلک الوصف فی الحیاة
وبعد الممات ولذلک فہم العلماء من الآیة العموم فی الحالتین واستحبوا لمن اتیٰ
الی قبرہ صلے اللہ علیہ وسلم ان یتلو ھذہ الآیة ویستغفر اللہ تعالیٰ وحکایة العتبی فی ذلک
مشہورة وقد حکاھا المصنفون فی المناسک من جمیع المذاہب والمؤرخون وکلہم استحسنوھا
وراٴوھا من آداب الزائر انتہی ۔ قاضی القضاۃ امام المسلمین علامہ تقی الدین سبکی رحمة اللہ علیہ کا
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مورد اس آیہ کا خاص معین قوم ہو مگر علماء نے قاعدہ کیموافق اس سے عموم سمجھا ہے
حالت حیوة اور وفاة دونون مین اسپر عمل ہے جو شخص درِ دولت پر حاضر ہو کر اس آیہ کو
پڑھے اور خدا تعالیٰ کی مغفرت مانگے حکایت عتبی کی اس باب مین مشہور ہے تمام مذاہب کے
علماء نے اسکو روایت کیا ہو اور سب نے پسند کیا ہو اور زیارت قبر شریف کے آداب مین قرار دیا
ہے غرض جو روایت مشہور ہو اور جسکو تمام مذاہب حقہ کے علماء نے اچھا جانکر اپنے اپنے مذہب کی کتابون
کے باب مناسک مین نقل کیا ہو اگر علامہ ابن تیمیہ اسپر جرح کرین یا انکے پیرو اور مقلد مصنف
الصارم المنکی وغیرہ موضوع بتلائین مقبول عند اہل العقول نہین ہوگا ممکن ہی مصنف الصارم المنکی
کو جو اسناد اس قصہ کی ملی وہ کمزور یا ضعیف ہو مگر جب وہ مشہور ہے اور ہر ایک مذہب حق اہل سنت
کے علماء نے اسکو پسند کیا ہو اور پسند کر کے باب مناسک مین درج کر دیا ہو تو یہ قرینہ اسکے صحیح
اور مستند اور مقبول ہونیکا ہو ودونہ خرط القتاد اگر یہ شبہ ہو کہ اس آیہ کریمہ سے حضور کے
درِ دولت پر حاضر ہو کر استغفار کے بعد گناہون کا معاف ہو جانا معلوم ہوا توسل کس لفظ
سے ثابت ہوا ۔ اسکا جواب نواب صدیق حسن خان صاحب کی تفسیر فتح البیان مین
موجود ہے نواب صاحب وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْکَ کی تفسیر ان الفاظ
سے لکھتے ہین جاءوک متوسلین الیک تائبین من النفاق یعنی گنہگار امتی حضور
کا وسیلہ پکڑ کر نفاق سے توبہ کرتے ہوئے درِ دولت پر حاضر ہوئے ہون غرض اس آیة
شریفہ سے حضور کا وسیلہ پکڑنا اور وسیلہ پکڑنے کی نیت سے حضور کے درِ دولت پر

حاضر ہونا نواب صاحب کے کلام سے بھی بدلالتِ مطابقی ثابت ہوا اب رہا یہ امر کہ وسیلہ بنانا
حالتِ حیات حضور ہی کے ساتھ خاص تھا یا بعد وفات بھی درست ہی اسکا جواب قاعدہ مسلمہ
اصول العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص المورد سے دیا گیا اور تفسیر مدارک سے بھی نقل کر دیا اگر اب
بھی اطمینان نہو تو تفسیر ابن کثیر کو جو محدثین کے نزدیک معتبر تفاسیر مین سے ہے اور جسکی
نسبت کشف الظنون مین لکھا ہے (وھذا التفسیر جلیل فسر بالاحادیث والآثار مسندۃ
من اصحابھا) ملاحظہ کرلین اس آیہ کی تفسیر مین قصہ اعرابی کو دوسرے الفاظ مین روایت
کیا ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ قصہ اور ہے اور جو مدارک مین نقل کیا وہ اور ہے عبارت بلفظہ
ابن کثیر کی یہ ہو وقد ذکر جماعۃ منھم الشیخ ابو منصور الصباغ فی کتابہ الشامل الحکایۃ المشھورۃ
عن العتبی قال کنت جالسًا عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء اعرابی فقال السلام
علیك یا رسول اللہ سمعت اللہ یقول وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وقد جئتك مستغفرًا لذنبی
مستشفعًا بك الی ربی ثم انشأ یقول ربا عی

یا من دفنت بالقاع اعظمہ   فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ   فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

ثم انصرف الاعرابی فغلبتنی عینی فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال
یا عتبی الحق الاعرابی فبشرہ ان اللہ قد غفر لہ انتہی۔
حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب مین اس آیہ کریمہ کے متعلق شیخ الاسلام
تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین۔ این آیت کریمہ دلالت دارد بر حث
و ترغیب حضور درگاہ رسالت پناہ وسوال مغفرت دران جناب اجابت مآب وطلب
استغفار از وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واین رتبۂ عظیمہ ست کہ ابدا انقطاع پذیر نیست
از جہت استواء حالتِ موت وحیات نسبت بسرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وثبوت استغفار آنحضرت مر امت را بعد از موت نزد عرض ملائکه اعمال ایشان بروے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی بقدر الضرورۃ۔

دلیل ثالث وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ ترجمہ اور یاد کرو جب لیا اللہ نے پیغمبرون سے اقرار کہ جو کچھ کتاب اور سمجھ دین مین تمکو دی پھر تمہارے پاس پیغمبر آوے کہ سچ بتادے تمہاری کتابون کو تو اسپر ایمان لایو اور اسکی مدد کیجیو حق تعالی نے فرمایا اے گروہ پیغمبرون کے کیا اسکا اقرار کرلیا اور میرا عہد قبول کرلیا پیغمبر بولے ہمنے اقرار کیا اللہ تعالی نے فرمایا تو اب تم گواہ رہو اور مین تمہارے ساتھ گواہ ہون۔

مجھے اس آیۂ کریمہ کے پیش کرنے سے ناظرین اہل یقین سے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمارے مقابل نواب ضمیر مرزا صاحب اور انکے ہم مشرب حالت حیات نبی مین نبی کا وسیلہ بنانا اور نبی کے وسیلہ سے دعا کرنا درست جانتے ہین مگر نبی کی وفات کے بعد وسیلہ بنانا درست نہین کہتے انکا حالت حیات مین وسیلہ کو درست جاننا دو وجہ سے خالی نہین وصف نبوت کے سبب سے یا غیر نبوت کے سبب شق ثانی یقینا درست نہین کیونکہ وصف نبوت ہی نبی مین اعلی درجہ کا وصف ہے جسکے سبب وہ نبی بوجہ نبی ہونے کے اپنی تمام امت کے ملاذ وملجا اور دارین کی فوز و فلاح کا ذریعہ اور وسیلہ ہین۔ غیر نبی مین خواہ کچھ اور وصف وسیلہ بنانیکا سبب ہو مگر نبی مین یہی وصف نبوت جو تمام اوصاف مین اعلی درجہ کا وصف ہے ماننا پڑیگا اور یہہ وصف نبوت ہمارے نبی مین جو سید الانبیاء ہین آپکے دنیا مین تشریف لانیسے پہلے موجود تھا اور دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد بھی بدستور یہ وصف موجود ہے کیونکہ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ خداوند کریم نے تمام انبیاء اور انکے ذریعہ انکی امتون سے حضور نبی کریم

علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نبوت پر ایمان لانیکا اقرار لیلیا تھا پس جب حضور کی نبوت حضور کے دنیا مین تشریف لانے سے پہلے بھی نص قطعی سے ثابت ہوا اور بعد وفات بھی ثابت ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہین حضور کی نبوت قیامت تک ہی اسیواسطے قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام باوجود نبی ہونیکے حیاۃ النبی کی امت مین داخل ہونیکا شرف حاصل کرنے کے واسطے دنیا مین تشریف لائینگے - اس آیت کی تفسیر کے متعلق حدیث کی کتاب شفا قاضی عیاض مین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہو لم یبعث اللہ نبیاً من آدم فمن بعدہ الا اخذ علیہ العہد فی محمد لئن بُعِثَ وھو حیّ لیؤمنن بہ ولینصرنہ و یاخذ العہد بذالک علی قومہ ونحوہ عن السدی وقتادۃ +

یعنی اللہ کریم نے آدم علیہ السلام سے لیکر آخر انبیاء تک جس نبی کو دنیا مین مبعوث کیا یہ عہد لیلیا کہ اگر تمہارے بعثت کیوقت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) موجود ہون تو تم اُنپر ایمان لانا اور انکی مدد کرنا اور اپنی قوم سے بھی ایسا ہی عہد لیلینا - یہی مضمون امام بوصیری قصیدہ ہمزیہ مین لائے ہین حیث قال ما مضت فترۃ من الرسل الا بشرت قومھا بک الانبیاء +

پس جب حضور نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم دنیا مین تشریف لانے سے پہلے بھی خلعت نبوت سے سرفراز تھے اور بعد وفات بھی بوجہ خاتم النبیین ہونے کے آپ ہی کی نبوت باقی ہے لہٰذا ان ہر دو زمانہ مین حضور کی ذاتِ پاک کا وسیلہ پکڑنا اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا ویسا ہی درست ہوا جیسا کہ حضور کی حیات مین درست تھا ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی یا نعوذ باللہ منکرین وسیلہ کو دو باتون مین سے ایک کو تسلیم کرنا پڑیگا یا کہینگے کہ ہم حضور کا وسیلہ زمانہ حیات مین بوجہ وصف نبوت کے نہین مانتے تھے یا یہ کہینگے جو اوصاف نبوت زمانہ حیات مین حضور کو حاصل تھے وہ قبلِ ولادت شریف اور بعد وفات نہین تھے وھذان القولان لا یقول بھما جاھل فضلاً عن عالم عاقل کیونکہ یقیناً حضور نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدارج اور مراتب عند اللہ ہمیشہ زیادہ ہی ہوتے گئے

اور قیامت تک زیادہ ہوتے جائینگے جو اسمین شک کرے اُسکے اسلام مین شک ہے۔

امام بوصیری کے اس شعر فان فضل رسول اللہ لیس لہ × حد فیعرب عنہ ناطق بفمٖ × کی شرح مین مولانا شیخ ابراہیم باجوری فرماتے ہین لیس لہ حدّ ای لیس لہ غایۃ ومنتہی لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل یترقی فی الکمال کل لحظۃ۔ الحاصل جب حالت حیات حضور نبی علیہ صلوات ربی مین حضور کے ذریعہ اور وسیلہ سے دعا مانگنا ہمارے مقابل بھی تسلیم کرتے ہین تو بوجہ اسکے کہ حضور سید الانبیاء کی نبوت قبل از وجود عنصری اور وقت حیات شریف و بعد وفات برابر یکسان ہے توجسطرح اورجس وصف خاص کے سبب حالت حیات مین حضور کا وسیلہ پکڑنا درست تھا تو اسیطرح اور اسی وصف کے سبب بعد وفات درست ہو لان الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ۔

دلیل رابع۔ یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۝ **ترجمہ** اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور طلب کرو اللہ تک وسیلہ اور جہاد کرو اسکے رستہ مین تاکہ تم فلاح پاو۔

اس آیت مین اگر وسیلہ سے شخص خاص مراد لین تو یہ آیہ کریمہ اثبات جواز وسیلہ بلکہ استحباب وسیلہ مین عبارۃ النص سے دلیل روشن اور برہان بین ہے چنانچہ مولانا اسمٰعیل مرحوم نے یہان وسیلہ سے شخص خاص ہی مراد لیا ہے فرمایا رسالہ امامت مین۔ مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت انتہی اور اقرب الی اللہ مرتبہ مین یقیناً حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہین اور مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مولانا خرم علی نے شرح قول جمیل مین نقل کیا ہے کہ عمل صالح مراد نہین کیونکہ اتقوا اللہ مین عمل صالح آگیا بس وسیلہ سے شخص خاص مراد ہے اور اگر شخص خاص مراد نہ لین بلکہ اعمال صالحہ مراد لین تو بھر دلالۃ النص سے توسل حضور سید الرسل کا استحباب اسی آیہ سے ثابت ہوگا کیونکہ اعمال صالحہ مخلوقات مین سے ایک مخلوق ہین۔ قال اللہ تعالی واللہ خلقکم وما تعملون اور حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات یقیناً جملہ اہل اسلام کے نزدیک افضل المخلوقات ہین بس جب اعمال صالحہ سے

توسل پکڑنا درست ہوا جو مخلوق من مخلوقات العالمین ہین تو حضور کی ذاتِ پاک افضل المخلوقات سے بدرجہ
اولیٰ واتم درست ثابت ہوا اور حضور کی ذاتِ پاک کا افضل المخلوقات ہونا وقت حیات و
بعد وفات ہر دو حالت مین مسلّم اور داخل عقائد اسلامیہ ہے لہذا حضور کی وفات کے بعد بھی
اُس اشرف الکائنات کے وسیلہ سے دُعا مانگنا اور بارگاہ الٰہی مین اپنے حوائج دینی اور
دنیوی کو عرض کرنا مبرہن ہوگیا فالحمدُ للہِ علیٰ ذلک و للہ در البوصیری حیث قال
فمبلغ العلم فیہ انہ بشر + وانہ خیر خلق اللہ کلھم × حدیث ترمذی شریف مین
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا مجھے جنت کے حُلون مین سے ایک حُلہ یعنی لباس پہنایا جاویگا اور مین عرش کے
داہنی طرف کھڑا ہونگا لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری۔
مخلوقات یعنی جن وانس نبی۔غیر نبی مین سے کوئی نہین ہوگا جو میری اس جگہ پر کھڑا
ہو سکے یعنی تمام مخلوقات سے میرا ہی مرتبہ بڑا ہوگا پس جب کسی مخلوق یعنی عملِ صالح
سے توسل درست اور نص قطعی سے ثابت ہوگیا تو افضل المخلوقات سے بدلائل النص
توسل پکڑنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

دلیل خامس فرمایا اللہ کریم نے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔ ترجمہ
بیشک آیا ہے تمہارے پاس اللہ پاک کی طرف سے نور اور کتاب مبین اسجگہ حسب روایت شفا
قاضی عیاض۔ نور سے مراد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید
حیث قال وقد سماہ اللہ تعالیٰ فی القرآن فی ھذا الموضع نوراً وسراجاً منیراً وقال
قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین وقال تعالیٰ انا ارسلناک شاھداً ونذیراً
وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً اور کہا تفسیر روح المعانی مین قد جاءکم من اللہ
نور عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والی ھذا ذھب قتادۃ
واختارہ الزجاج غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذاتِ پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ

حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہین نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ اور وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنے اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہین پس حضور سراسر نور یقیناً تمام اُمت محمدیہ علی حبیہا الصلوٰۃ والتحیۃ کیواسطے اللہ کے مقرر کیے ہوئے وسیلہ ہین اور ایسا وسیلہ ہین کہ حالت حیاۃ مین بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی قیامت تک وسیلہ ہین کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم مین آپکا تجویز فرمایا وہ تمام زبانون مین حضور کی ذات پاک کیواسطے ثابت ہے بلکہ آپکے دُنیا مین تشریف لانے سے پہلے آپکے جد امجد عبد المطلب کو قریش مصیبت کے وقت اسی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے چنانچہ امام المحدثین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ صفحہ ۲۰ جز اول مین کعب الاحبار سے ایک حدیث روایت کرتے ہین جس مین کا ایک حصہ یہہ بھی ہے وکان المطلب یفوح منه رائحة المسك الاذخر ونور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیتقربون به الی اللہ تعالی ویسئلونه ان یسقیہم الغیث فکان یغیثہم ویسقیہم ببرکۃ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیثاً عظیماً ترجمہ اور عبد المطلب سے مشک اذخر کی خوشبو آتی تھی اور انکی پیشانی مین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا جب قریش مین قحط پڑتا عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف لیجایا کرتے تھے اور اللہ پاک کی جناب مین وسیلہ پکڑتے اور بارش کیواسطے دُعا مانگتے اللہ کریم انکی فریاد کو سنتا اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اُنپر بارش نازل فرماتا۔

اور نیز مواہب لدنیہ صفحہ ۴۸ مصری جز اول مین ابن عساکر کے حوالہ سے حضور کے پیدا ہونیکے بعد اور زمانہ نبوت سے قبل کا مشہور قصہ روایت کیا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ سخت قحط کیوقت قریش نے ابی طالب سے فریاد کی کہ خشک سالی سے تباہ ہو گئے استسقا کی دُعا مانگو۔ راوی کہتا ہے ابو طالب نکلے اور ان کے ہمراہ ایک ایسا خوبصورت بچہ تھا جیسے بادل مین سے آفتاب نکلا ہوا اور دیگر بچے بھی گرداگرد تھے ابو طالب نے ان بچے یعنی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کو کعبہ سے لگا دیا اور حضور نے اپنی انگشت مبارک سے

یعنی فی عرفه وکانت قریش اذا اصابها قحط تاخذ بید عبد المطلب فتخرج به الی جبل ثبیر

پناہ چاہی آسمان صاف تھا اچانک اِدھر اودھر سے بادل آگئے اور خوب برسا یہانتک کہ
نالے بہ نکلے اور جنگل سرسبز ہو گیا اُسوقت ابو طالب نے حضور کی مدح مین قصیدہ لکھا۔
جس مین کا یہ شعر ہے وابیض یستسقی الغمام بوجھہ × ثمال الیتمی عصمۃ للاراملِ ÷
الحاصل کلام الٰہی مین حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کا نام پاک نور اور سراج منیر
لیا ہی۔ یہ دونون چیزین یعنی نور اور سراج یقیناً ذریعہ اور وسیلہ ظلمات اور تاریکیون کے
دُور ہونیکا ہین پس ذات پاک حضور دُنیا مین تشریف لانے سے پہلے اور وقت رونق
افروزی دُنیا اور بعد وفات ظلمات کفر اور گناہون کی تاریکیون کے دور ہونیکا ذریعہ
ہین لہذا ابو اسطاس ذریعہ کے دُعا مانگنا اور بارگاہ رب العزت مین اس نام پاک کا
وسیلہ پیش کرنا یقیناً درست ہے وما اعجب ما قال فی بانت سعاد × وانّ الرسول
لنور یستقاء بہ × مھنّد من سیوف اللہ مسلول × بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
البتہ نور الٰہی ہین جن سے راہِ حق کی روشنی طلب کیجاتی ہی اور حضور منجملہ شمشیر ہاے خداوندی
کے ایک عمدہ برہنہ شمشیر ہندی ہین۔ مروی ہی کہ اس شعر کے سُننے سے حضور رسولِ اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم اسقدر خوش ہوئے کہ اسکے مصنف کعب بن زہیر کو چادر شریف مرحمت فرمائی

دلیل سادس حدثنا الحسن بن محمد قال حدثنا محمد بن عبد اللہ الانصاری قال
حدثنی ابی عبد اللہ بن المثنی عن ثمامۃ بن عبد اللہ بن انس عن انس ان عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقے بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا
نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا
قال فیسقون یہ حدیث صحیح بخاری کی ہی اور اسی کے مدلول کے متعلق باہین خاکسار اور
نواب ضمیر مرزا صاحب ابتدائی اختلاف شروع ہوا نواب صاحب حسب مسلک علامہ ابن تیمیہ
وغیرہ یہ کہتے تھے کہ اس حدیث سے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وسیلہ سے
حضور کی وفات کے بعد دُعا مانگنا درست نہیں معلوم ہوتا ورنہ حضرت امیر المومنین عمرؓ

حضور کے وسیلہ کو چھوڑ کر حضرت عباس کا وسیلہ نہ پکڑتے اور یہ لفظ نہ کہتے وانا نتوسل الیک بعم نبینا جسکے جواب مین خاکسار نے یہ عرض کیا تھا کہ اسمین امیر المومنین عمر نے بارگاہ الٰہی مین قرابت نبوی کو جتلایا ہی پس درحقیقت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے وسیلہ پکڑا ہی اب رسالہ التامل مین پھر بڑے شد ومد سے میرے اس خیال اور میری گزارش کا رد کیا ہی چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہین اگر ذات (عباس) سے توسل حضرت عمر کو مقصود نہ ہوتا تو پیغمبر کی ذات مقدس کو چھوڑ کر کیون انکی طرف رجوع کرتے۔

فاقول حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی کرامت ہی کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین ایسی حدیث ملگئی جسمین خود حضرت عباس اللہ پاک کی جناب مین عرض کرتے ہین کہ مجھے قوم نے تیرے سامنے ہو جہ سے پیش کیا ہی کہ تیرے نبی سے میرا تعلق ہی یا تیرے نبی کے نزدیک میری عزت ہی امید ہی ضمیر مرزا صاحب اب تو ضرور مان لینگے کہ اس حدیث انس مین حضرت عباس کا وسیلہ پکڑنا فی الواقع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے وسیلہ پکڑنا ہی عبارت بلفظہ یہ ہی دفی حدیث ابی صالح فلما صعد عمر ومعہ العباس المنبر قال عمر رضی اللہ عنہ اللھم انا توجھنا الیک بعم نبیک وصنو ابیہ فاسقنا الغیث ولا تجعلنا من القانطین ثم قال قل یا ابا الفضل فقال العباس اللھم لم ینزل بلاء الا بذنب ولم یکشف الا بتوبۃ وقد توجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیک وھذہ ایدینا الیک بالذنوب ونواصینا بالتوبۃ فاسقنا الغیث قال فارخت السماء شابیب مثل الجبال حتی اخصبت الارض وعاش الناس انتہی عمدۃ القاری صفحہ ۴۳۷ اور اس جملہ وقد توجہ بی القوم الیک لمکانی من نبیک کو خود مؤلف رسالہ التامل نے بھی امام الحفاظ ابن حجر سے نقل کیا ہی۔

اور اسی صفحہ عمدۃ القاری مین روایت کی ہی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مرتدین کے مقابلہ مین لشکر اسلام کو روانہ کیا تو حضرت عباس کے ہمراہ مشایعت کیواسطے شہر کے باہر نکلے اور کہا اے عباس مدد کی دعا مانگو اور مین آمین کہتا جاؤن کیونکہ مجھے امید ہی کہ تمہاری دعا بوجہ اسکے

کہ تمہارا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہی بیکار نہیں جائیگی الفاظ حدیث کہ یہ ہین۔
یا عباس استنصروا نا او من فاتی ارجان لا یجیب دعوتک لمکانک من نبی اللہ صلعم۔
دوسرا جواب یہ ہی کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ اس حدیث انس مین حضرت عباس کی ذات
خاص سے بلا تعلق قرابت نبوی کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع استسقا پر وسیلہ پکڑا
تو اس سے حضور کی ذات پاک سے وسیلہ پکڑنیکا انکار نہین نکلتا حضور کے وسیلہ ہونے اور حضور
کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثبوت مطلقاً اسی حدیث مین موجود ہے اب اس مطلق توسل کو
جو عام ہی حالت حیات اور وفات سے مقید بحالت حیات کرنا اور حالت وفات کی نفی
کرنا کس قاعدہ سے ہے اور دلالات اربعہ علم اصول عبارۃ النص و اشارۃ النص و دلالۃ النص و اقتضاء
النص ان چارون مین سے کونسی دلالت اس نفی توسل پر دلالت کرتی ہی۔ ہرگز کوئی دلالت
نفی توسل پر دلالت نہین کرتی یہ اجتہاد بے بنیاد علامہ ابن تیمیہ کا ہی انکے پیرو ون نے
اس باب مین انکی تقلید جامد کی ہی اور اصل حال یہ ہی کہ امیر المومنین عمر رض کے نزدیک دونون امر
درست تھے خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک کا وسیلہ بنائین یا حضور کے
اہل بیت مین کیکو وسیلہ گردانین لہذا مختلف اوقات مین دونون پر عمل کیا خود حضور کا
بھی وسیلہ پکڑا اور حضور کے چچا کو بھی وسیلہ دعا بنایا اسمین نفی توسل نہین فان
اتصاف احد الشخصین بوصف لا یدل علی انتفائہ عن الآخر اور اسی بنا پر شیخ الاسلام
تقی الدین سبکی نے بجواب علامہ ابن تیمیہ فرمایا ہے لیس فی توسلہ بالعباس انکار
للتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او بالقبر

سوال جب یقیناً حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عباس سے افضل ہین تو کیا وجہ
کہ صحابہ نے افضل ذریعہ کو چھوڑ کر کیون دوسرا وسیلہ اختیار کیا۔

جواب یہ خیال پیدا ہونا کہ حضرت عباس سے وسیلہ پکڑنے سے افضل وسیلہ یعنی حضور
کے وسیلہ کو چھوڑ دیا از سرتاپا غلط ہی قطع نظر قرابت نبوی کے محض شرف اسلام ہی کی

حیثیت سے جو کرامت حضرت عباس یا کسی اَور سے صادر ہو یا بوجہ بزرگی اور مقبول
ہونیکے دُعا قبول ہوتی ہو وہ سب منسوب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کیطرف
ہے کیونکہ یہ علم کلام کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہی جسکی امت مین وہ ولی ہے
لہذا جو کچھ کرامت حضرت عباس سے اس موقع استسقا پر ظاہر ہوئی کہ انکی دُعا سے مینہ برسا
وہ معجزہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوا یہان افضل ذریعہ کو صحابہ نے چھوڑا نہین
بلکہ اور زیادہ افضیلت کو جتلا دیا اور بتلا دیا کہ ہمارے پاس ایسا افضل ذریعہ ہی جس کے
ادنی خادمون یا جسکے قرابت دارون کے وسیلہ بنانیسے خداوند کریم دُعا قبول فرما لیتا ہے۔

سوال کہا رسالہ التامل مین اور حضرت عمر کا مجمع صحابہ مین ایسا توسل گویا اجماع امت ہے
عدم جواز توسل پر بعد وفات نبی علیہ السلام کے کیونکہ امام عینی بمَن مَعَہٗ فرما رہے ہین یعنی دیگر
صحابہ کے ساتھ ملکر یہ کام ہوا اور امام عینی اور امام ابن حجر جیسے اکابر نے یہ معنی بیان نہ کئے
کہ لفظ عمر دلیل ہے توسل پر رسول علیہ السلام کے جو کہ مولوی صاحب نے نکالے۔ کیا اس اجماع
عدم جواز توسل کی کچھ اصلیت ہی جو مولف رسالہ التامل نے نقل کیا۔؟ **جواب** منکرین توسل کا
اس حدیث استسقا سے اجماع صحابہ ثبوت عدم توسل پر ثابت کرنا اجتہاد بے بنیاد علامہ
ابن تیمیہ ہی کا ہی اسکی کچھ اصل نہین بلکہ برعکس خیال منکرین اس حدیث مین اجماع صحابہ
سے جواز توسل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جواز توسل دیگر صلحاء دونون ثابت ہوگئے
کسی اہل علم نے علماء حقانی اہل سنت سے آجتک یہ نہین لکھا کہ اس حدیث سے عدم
جواز توسل بعد وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتا ہے امام ابن حجر نے
جو لکھا وہ خود مولف رسالہ التامل نے نقل کیا ہی جسکا مطلب یہ ہے کہ اس قصہ سے استحباب توسل
اہل خیر و صلاح اور توسل اہل بیت نبی ثابت ہوا کسیکی حیات و ممات کا ذکر نہین بلکہ دونون
حالتون مین یہ توسل ثابت ہی عبارت امام ابن حجر منقولہ رسالہ التامل یہ ہی ویستفاد من
قصۃ العباس استحباب الاستشفاع باہل الخیر واہل بیت النبوۃ وفیہ فضل عباس

وفضل عمر لتواضعه للعباس ومعرفته بحقه انتہی ناظرین ملاحظہ کریں کہ امام ابن حجر
تو دیگر صلحاء کے توسل کو بھی بعد انکی وفات کے ناجائز نہیں بتلاتے بلکہ عام حکم دیتے ہیں
کہ صلحاء سے توسل بموجب حدیث ہذا کما یدل علیہ لفظ اهل الخیر والصلاح درست ہے
اور امام ابن حجر اور امام عینی دونوں نے وہ حدیث نقل کی جس میں خود حضرت عباس رضی اللہ عنہ
خدا تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ قوم نے بوجہ تعلق قرابت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے تیری بارگاہ میں پیش کیا دونوں کے حوالہ نقل ہو چکے جو عاجز نے عرض کیا تھا
بحمد اللہ صحیح نکلا۔

(تنبیہ)

رسالہ التامل مصنف رسالہ یامبین التصنیف نے ایک ایسے امر پر اجماع کا اطلاق کیا جسکا وجود نہ قولاً ہے
اور نہ فعلاً یعنی عدم جواز توسل بعد وفات کا نہ قولاً کسی حدیث میں تذکرہ ہے اور نہ فعلاً اسکا
وجود ہے حالانکہ اجماع کی تعریف میں اتفاق مجتہدین صالحین فی عصر واحد علی امر قولی او فعلی
شرط ہے جب ایک چیز کا وجود ہی نہیں معدوم محض پر اجماع کا اطلاق کرنا کسقدر بے سروپا بات
ہے ہاں جواز توسل پر یقیناً اجماع ہے کہ تمام صحابہ نے بلا انکار احد حضور سید الابرار علیہ الصلوٰۃ
من اللہ الغفار کے توسل پر اجماع کیا اور اسیطرح توسل حضرت عباس پر اجماع کیا دونوں
توسلوں میں اشارۃً یا کنایۃً اس امر کا مطلق ذکر نہیں کہ یہ توسل حالت حیات میں درست
تھا اور بعد وفات ناجائز ہو گیا اگر کسی ضعیف اضعف حدیث میں بھی اسکا وجود ہو تو بتلائیں

سوال علامہ ابن تیمیہ کے پیرو یہ بتلاتے ہیں کہ عدم توسل پر اجماع سکوتی صحابہ کا ہوا۔

جواب یہ بڑے درجہ کا دھوکہ ہے کیونکہ سکوت اسپر ہوتا ہے جو امر سامنے پیش آوے موجود ہو
کچھ نہ کہیں جب کوئی امر ہی نہیں کسی شے کا وجود ہی نہیں سکوت کسپر ہو الاحول ولا قوۃ
الا باللہ عجب افتراء بلا امتراء ہے۔

دلیل سابع حدثنی عمر بن علی قال حدثنا ابو قتیبۃ قال حدثنا عبد الرحمن بن
عبد اللہ بن دینار عن ابیہ قال سمعت ابن عمر یتمثل بشعر ابی طالب وابیض یستسقی

الغمام بوجهہ* ثمال الیتامی عصمۃ للارامل ترجمہ وہ ایسا پاکیزہ خوبصورت ہی کہ اُسکے چہرۂ مبارک یا ذاتِ مبارک کے وسیلہ سے قحط کے وقت بارش طلب کیجاتی ہے وہ یتیموں کے واسطے پناہ اور بیوہ محتاج عورتون کی عفت کا سبب ہے۔ اس حدیث مین حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً شعر مذکور پڑھا یعنی اس شعر کے مضمون کو درست جانکر بے اختیار زبان پر لائے جسکا مطلب یہ ہے کہ حضور پرنور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے وسیلہ سے استسقا کیا جاتا ہے یستسقی مضارع کا صیغہ ہے ہر دو زمانہ حال و استقبال پر دلالت کرتا ہے ہرچند یہ شعر حضرت ابن عمر نے تمثیلاً اسوقت پڑھا جبکہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ممبر پر رونق افروز ہوکر استسقا کیواسطے دعا فرمائی اور فوراً بارانِ رحمت نازل ہوئی کیونکہ سنن ابن ماجہ مین ان الفاظ سے یہ حدیث مروی ہے قال ربما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فما نزل حتی جیش کل میزاب بالمدینۃ لیکن جب ابن عمر نے وہ شعر تمثیلاً عقیدۃً پڑھا اور حضور کا وصفِ ذاتی تبلایا اور اس وصفِ ذاتی کو صیغۂ مضارع مین ادا کیا تو وہ وصف حضور کیواسطے زمانہ حال اور استقبال دونون مین ثابت ہوا۔ نواب ضمیر مرزا صاحب وغیرہ سے امید ہے کہ جیسے اُنھون نے کتاب توسل مین موافق اپنے خیال کے صیغۂ ماضی سے اپنے دعوے پر مطلق کو مقید کرکے استدلال کیا تھا ایسے ہی یہان صیغۂ مضارع کے مدلول کو تسلیم کرکے دادِ انصاف دین اور مان لین کہ بلا شبہ ذاتِ پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم دائماً ابداً موافق اعتقاد صحابہ ذریعہ اور وسیلہ ہے ہر ایک بھلائی اور خیر کا اور ایسے ذریعہ اور وسیلہ سے دعا مانگنا درست اور روا ہے۔

دلیل ثامن حضرت خالد بن ولید صحابی الملقب بہ سیف من سیف اللہ بعد وفات حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے جب تک زندہ رہے ہر ایک جنگ مین جو مشکل سی مشکل ہوتا حضور ہی کا وسیلہ پکڑتے تھے اور حضور کے موئے مبارک کو اپنی کلاہ مین رکھکر

دشمنون کے مقابلہ مین نکلتے تھے چنانچہ یہ حدیث شفا قاضی عیاض مین موجود ہو اور تخریج احادیث شفا مین اس حدیث کو بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے اور اسناد پر کوئی جرح نہین لکھی ہے - الفاظ بیہقی کے یہ ہین -

انہ کانت شعرۃ من شعرہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی قلنسوۃ خالد بن الولید فلم یشہد بہا قتالا الا رزق النصر - ضمیر مرزا صاحب انصاف سے تبلائین یہ توسل بعد وفات ایک جلیل القدر صحابی سے ثابت ہی یا اس مین کسی تاویل کی گنجایش ہے -

مدارج النبوت مین حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ قصہ جنگ یرموک لکھا ہی جسمین حضرت خالد کی کلاہ سے مُوی شریف کھویا گیا تھا - وآمدہ کہ خالد بن الولید گم کرد کلاہ خود را یوم الیرموک پس گفت بجوئید و تفحص کنید کلاہ را پس جستند و نیافتند پس مجد شدند در جست و جوے آن تا یافتند و دیدند کہ کلاہ کہنہ ایست پس پرسیدند او را ازان کہ اینچہ کلاہ است کہ آنرا اینہمہ جست وجو کردی گفت عمرہ برآورد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحلق کرد راس خود را پس مبادرت کردند مردم بموہاے مبارک وے و سبقت کردم من مردم را بناصیہ وے پس گردانیدم آن موہا را درین کلاہ دداد بمن پس حاضر نشدم من ہیچ قتالے را وحالانکہ این کلاہ بامن است مگر دادہ شدم النصر و روی نیاوردم ہیچ جانبے مگر آنکہ فتح کردہ شد برمن -

دلیل تاسع حدیث صحیح مسلم وغیرہ مین اُن تین اشخاص کا قصہ مذکور ہے کہ بارش کے سبب پہاڑ کی کھو مین جا گھسے تھی کہ اوپر سے پتھر آگرے اور اُس غار کا مُنہ بند ہو گیا اس حالت اضطرار مین ہر ایک نے اپنے اپنے خالص اعمال کا وسیلہ جناب باری مین پیش کیا ایک نے عرض کیا اے خداوند کریم میرے بُوڑھے مان باپ تھے اور میری اہلیہ اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے جب مین بکریون کو جنگل سے چراکر لاتا تھا اول والدین کو دودھ پلا کر تب جورو بچون کو دیتا تھا اتفاقاً ایک روز دور جانے کے سبب دیر ہو گئی مین دودھ نکالکر سرہانے

کھڑا رہا ادب کے سبب جگا سکا اور بچے بھوک کے مارے میرے پاؤن پر لوٹتے تھے۔
والدین سے پہلے میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ بچون کو دودہ دیدون اسی حالت مین صبح ہوگئی
اے میرے رب اگر مینے یہ کام تیرے واسطے کیا ہو تو اسکے طفیل اسقدر پتھر ہٹا دے کہ
ہم آسمان دیکھ سکین چنانچہ اللہ کریم محض اپنی قدرت سے اسقدر پتھر دور کردیا کہ آسمان کو
دیکھ سکے۔ اسی طرح دوسرے شخص نے اپنا ایک عمل خاص پیش کرکے اسکے وسیلہ سے دعا مانگی
اور کچھ پتھر کھلا۔ اسیطرح تیسرے نے دعا مانگی اور بالکل پتھر دور ہوگیا انتہی مختصراً۔
کتب احادیث اور انکے تراجم مین یہ حدیث پوری موجود اور مشہور کے قریب ہے۔
اس حدیث کی شرح مین امام نووی شارح صحیح مسلم فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب یعنی محدثین نے
حدیث غار سے صالح عمل کے ساتہ وسیلہ پکڑنے کو درست اور مستحب ثابت کیا ہو کیونکہ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تذکرہ انکا بطور انکی تعریف کے فرمایا ہو عبارت نووی یہ ہو
واستدل اصحابنا بهذا علی انه یستحب للانسان ان یدعو فی حال کربه وفی دعاء الاستسقاء
وغیرہ بصالح عمله ویتوسل الی الله تعالیٰ به لان هؤلاء فعلوه فاستجیب لهم وذکره
النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی معرض الثناء علیهم وجمیل فضائلهم۔
فاقول جب اعمال سے وسیلہ پکڑنا اور اُس وسیلہ کے ذریعہ سے دعا مانگنا درست ہوا تو
انبیاء واولیاء خصوصاً سید الانبیاء خواجہ ہر دوسرا کے وسیلہ سے دعا مانگنا ہر ایک وقت
اور ہر زمانہ مین درست ہوا کیونکہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ اعمال بھی مخلوق من مخلوقات
اللہ ہین لان اللہ تعالیٰ قال وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ اور حضور رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم افضل المخلوقات ہین لہذا حضور کا وسیلہ بنانا اور حضور کے وسیلہ سے دعا
مانگنا اسی صحیح حدیث سے بطور دلالۃ النص کے ثابت ہوگیا۔
دوم یہ کہ اعمال اعراض ہین جنکا وجود بغیر صاحب اعمال کے ظہور نہین کرسکتا جب اعمال سے
باوجود اعراض ہونیکے وسیلہ پکڑنا ثابت ہوگیا تو ذوات مقدسہ معصومہ سے وسیلہ پکڑنے صاحبِ

اوران کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا انکار کرنا اور جمہور اہل اسلام کے مسلک کو چھوڑنا محض تعصب و عناد نہیں تو اور کیا ہے ۔

دلیل عاشر حصن حصین صفحہ ۱۴۴ مین ہے وَاِذَا خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَلْیَذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْهِ یعنی کسی آدمی کا پاؤن سو جاوے تو ایسے شخص کو یاد کرے جو سب سے زیادہ محبوب ہو اسکی شرح حرز ثمین مین ہے لیحصل النشاط له فیقول محمد صلی اللہ علیہ و سلم یعنی محبوب کے یاد کرنے سے سرور اور نشاط حاصل ہوگا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک زبان پر لاوے

شفا قاضی عیاض صفحہ ۱۰ جزو ثانی مین ہے ۔ روی ان عبداللہ بن عمر خدرت رجله فقیل له اذکر احب الناس الیك یزل عنك فصاح یا محمداہ فانتشرت یعنی روایت ہے عبداللہ بن عمر کا پاؤن سو گیا ان سے کہا گیا آپ ایسے اپنے محبوب کا نام لیجئے جو سب سے زیادہ پیارا ہو آرام ہو جاویگا ۔ عبداللہ بن عمر نے پکارا یا محمداہ آرام ہو گیا ۔ اسکی شرح مین ملا علی قاری فرماتے ہین یہ پکارنا ابن عمر کا واسطے اظہار محبت کے اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور فریاد اور استغاثہ کرنیکے تھا عبارت ملا علی قاری یہ ہے فنادی باعلی صوته وکانه رضی اللہ عنه قصد به اظہار المحبة فی ضمن الاستغاثة ۔

علامہ خفاجی کہتے ہین وقد روی مثله لابن عباس وذکره النووی فی اذکاره وروی ایضا من غیرهما وهذه مما تعاهده اهل المدینة یعنی ابن عباس سے بھی اسیطرح مروی ہے ان دونون صحابی کے سوا اورون سے بھی مروی ہے یہ مدینہ والون کی عادت مین داخل ہے کہ ایسے موقع پر حضور کا نام پاک لیا کرتے ہین ۔ غرض ان آثار سے عمل صحابہ معلوم ہو گیا کہ وہ مواقع مشکلات پر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لیا کرتے تھے اور حضور کی ذات پاک کا وسیلہ اپنے ہر معاملہ مین پکڑتے تھے ۔

الحاصل کلام الٰہی اور احادیث نبوی و آثار صحابہ اس امر پر شاہد ہین کہ حضور پر نور رسول اکرم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کا وسیلہ پکڑنا اور حضور ممدوح کے توسل سے جناب الہی مین مغفرت چاہنا اور مقاصد طلب کرنا حالت حیات حضور مین بھی درست تھا اور اب بھی درست ہو اور صحابہ کا اسپر عمل ہے۔ تمام اولیاے امت نبوی اور صلحاء ملت اسلامی کا مشرب یہی ہے کما سیجئی ان شاء اللہ تعالی۔

تنبیہ

رسالہ التوسل مین خاکسار نے تفسیر درّ منثور سے حدیث امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ نقل کی تھی جس مین آدم علیہ السلام نے اپنے گناہ سے توبہ کیوقت بارگاہ الٰہی مین حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کا وسیلہ پکڑا ہی مولف رسالہ نے الصارم المنکی وغیرہ کتب اہل ظواہر ہی اسکی اسناد پر جرح نقل کی ہو تمام جرح کا خلاصہ یہ ہی کہ راوی اس حدیث کے ضعیف ہین۔

فاقول اولاً علامہ طبری کے حوالہ سے جو اسناد طبرانی کے علاوہ ہی امام المحدثین علامہ شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری نے مواہب لدنیہ مین اس حدیث کو صحیح کہا ہی عبارت بلفظہ یہ ہے

وصحح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما اقترف ادم الخطیئة قال یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی الی اٰخر الحدیث مواھب لدنیہ صفحہ ۵۱۵ جزو ثانی

ثانیاً مضمون اسی حدیث کو بلا واسطہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے اور راوی سے علامہ ممدوح نے جزو اول مواہب لدنیہ کے صفحہ ۱۰ مین روایت کیا ہی اسمین توسل ان الفاظ سے کیا ہی قال یا رب بحرمة ھذا الولد ارحم ھذا الوالد فنودی یا ادم لو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السموات والارض لشفعناك۔

ثالثاً اس حدیث کی تصحیح حاکم نے فرمائی جسکی نسبت شیخ الاسلام تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ ہمین تصحیح حاکم پر اعتماد کرنا کافی ہے۔ مصنف الصارم المنکی وغیرہ نے جسقدر حاکم کی نسبت متساہل ہونا اور احادیث ضعیفہ کا لانا لکھا ہو اس سے انکے امام حجہ ہونے مین فرق نہین آتا ممکن ہو بعض اسانید انکی کمزور ہون یا ضعیف ہون یا انکو دھوکہ ہوا ہو مگر سب احادیث مستخرجہ

اور مستدرک حاکم کیسکے نزدیک ضعیف نہین بلکہ اغلب صحیح ہین پھر خصوصاً جب اس حدیث کی اسناد اور طرق سے بھی طبری وغیرہ سے ثابت ہو اور بیہقی و ابونعیم نے اسکو لیا ہے تو اس سے انکی اسناد کی تائید ہوتی ہی۔ موضوعات کبیر ملا علی قاری اور فوائد مجموعہ شوکانی وغیرہما مین کسینے اس حدیث کو موضوعات مین نہین لکھا۔

رابعًا اگر ہم فرض کرین اور مان لین کہ یہ حدیث جیسا کہ مصنف رسالہ نے الصارم المنکی سے نقل کیا بَلْ ھُوَ ضَعِیْفُ الْاِسْنَادِ جِدًّا ہے ضعیف ہی ہو مگر چونکہ فضائل مین ہو کچھ ہرج نہین۔ امام حافظ شمس الدین سخاوی القول البدیع مین امام نووی سے نقل کرتے ہین کہ فضائل مین حدیث ضعیف کے لانے کا ہرج نہین عبارت بلفظہ یہ ہے قال شیخ الاسلام ابو زکریا النووی رحمہ اللہ فی الاذکار قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرھم یجوز و یستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعًا۔ **تنبیہ** حضرت نے معلوم نہین فضائل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیون اسقدر گھبرانے اور پریشان ہوجاتے ہین کہ سننے اور پڑھنے کی تاب نہین لا سکتے اسی صفحہ ۴ رسالہ التامل مین بیہقی کے حوالہ سے لکھتے ہین یَا اٰدَمُ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ یعنی اے آدم اگر محمد علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا تو تمکو پیدا نہ کرتا خبر باطل ہے۔ **اقول** اگرچہ یہ لفظ بعینہ صحیح نہین مگر اس مضمون کی صحت مین شک نہین چنانچہ کہا موضوعات کبیر مین حدیث لولاک لما خلقت الافلاک۔

قال الصغانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح۔ فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعًا اتانی جبرئیل فقال یا محمد لولاک لما خلقت الجنۃ ولولاک لما خلقت النار۔ وفی روایۃ ابن عساکر لولاک لما خلقت الدنیا انتہی فرمایا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد اگر تمکو نہ پیدا کرتا جنت کو نہ پیدا کرتا اور اگر تمکو نہ پیدا کرتا نار کو پیدا نہ کرتا۔ ابن عساکر کی روایت مین یہ ہو اگر تمکو پیدا نہ کرتا دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

اور مواہب لدنیہ کے صفحہ ۱۶ جزو اول مین بحوالہ ابن عساکر حدیث قدسی مروی ہی جس مین
یہ جملات بھی ہین وَمَا خَلَقْتُ خَلْقاً اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْکَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ
کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا خدا فرماتا ہے اے محمد کوئی مخلوق
ایسی پیدا نہین کی جو تم سے زیادہ میرے نزدیک مکرم اور محبوب ہو مینے دُنیا اور اہل دنیا
کو اسیواسطے پیدا کیا ہی کہ انکو دکھلاؤن کسقدر تیری بزرگی اور تیرا رتبہ میرے نزدیک
ثابت ہُو اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔
نواب ضمیر مرزا صاحب سے بوجہ اخلاص گزارش ہی جو حضرات علی الخصوص احادیث
فضائل و مناقب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ جرح کرتے ہین اور حضور کے روضہ
شریف پر روضہ شریف کی زیارت کی نیت سے جانیکو حرام بتلاتے ہین اور احادیث مین
جمہور کے خلاف تاویلات کر کے تحریف معنوی سے کام لیتے ہین کیا وہ اہل خیر و برکت
ہو سکتے ہین ہرگز نہین خدا انکے حال پر رحم کرے اور راہ رست پر لاوے آپ صرف
انکی ہی کتابون کو نہ دیکھین بلکہ مواہب لدنیہ۔ شفا قاضی عیاض حلیۃ ابونعیم وغیرہ کا
بھی گاہ گاہ مطالعہ فرمالیا کرین وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔
قَالَ صَاحِبُ التَّامُّلِ اب مین اظہار افسوس کرتا ہون مولویصاحب نے اپنے کو حنفی لکھا ہی اور
تقلید سے عدول کیا ہی۔ یا تو مذہب حنفی معتبر طور پر مولویصاحب کو معلوم نہین یا محض
اتباع ہوا ہی اب مین کتب حنفیہ کی عبارت کہ جسمین بحق فلان کہنا مکروہ ہی نقل کرتا
ہون اول عقائد مین شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی مرحوم کی عبارت قال ابو حنیفۃ و صاحباہ
یکرہ ان یقول الرجل اسئلک بحق فلان او بحق انبیائک و بحق البیت الحرام و المشعر
الحرام و بحو ذلک اذ لیس لاحد علی اللہ حق دوم ہدایہ کی عبارت و یکرہ ان یقول
فی دعائہ بحق فلان او بحق انبیائک و رسلک لانہ لا حق للمخلوق علی الخالق الخ
اقول اگر یہ رسالہ التامل نواب ضمیر مرزا صاحب کی تصنیف سی ہی جیسے انکے دوست اہل دنیا

تبلاتے ہین تب تو کمال تعجب ہے کہ وہ خلیق اور مہذب ہو کر ایسے مکروہ کلمات سے خاکسار
کو یاد فرمائین خیر نواب صاحب التاثل کے مصنف ہون یا اور صاحب ہون اس اپنے
اعتراض کا جواب سنئین ۔ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی
صفحہ ۱۸۴ مین محققانہ لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فقہا نے بحق کسی کہنا اسوقت
منع کیا ہے کہ حق اپنے حقیقی معنی مین ہو جیسا کہتے ہین کہ فلان دائن کا فلان مدیون
کے ذمہ یہ حق ہے یا فلان اُستاد کا فلان شاگرد کے ذمہ یہ حق ہے ٭ درینجا باید دانست
کہ در کتب فقہ مذکور ست کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے
نمی باشد و تفصیل مقام آنست کہ نزد معتزلہ افعال عباد را مخلوق عباد میدانند جزاء آن
افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت وجماعت افعال عباد مخلوق خداوند
پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقۃً بلکہ وعداً وجعلاً چنانچہ در حدیث
صحیح آمدہ ست کہ من اٰمن باللہ و رسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا
علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ ہاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیھا ۔
ونیز در حدیث صحیح از معاذ بن جبل آمدہ ھل تدری ماحق العباد علی اللہ ۔ پس انچہ در
روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام آمدہ است محمول بر ہمان حق جعلی وتفضیلی ست وانچہ
در کتب فقہ ممنوع است حق حقیقی ست واز بسکہ در زمان سابق مذہب معتزلہ رواج
بسیار داشت واستعمال این لفظ موہم مذہب ایشان می شد فقہا مطلقاً در استعمال این
لفظ منع نمودہ اند تا خیال کسے بآن مذہب رود انتہی ۔

اور مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر کے صفحہ ۱۶۱ مین لکھا ہے کہ احادیث مین
حق کا لفظ موجود ہے پس جہان حق بولتے ہین وہان حق سے حرمت یا وہ حق مراد
ہے جسکا وعدہ حسب مقتضاء رحمت ہو چکا ہے عبارت بلفظہ شرح فقہ اکبر کی یہ ہے
قلت قد ورد ایضا اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فلما داد

٭ اور جو محض وعدہ یا فضل یا حرمت کے معنے مین ہو تو درست ہے

فالمراد بالحق الحرمة اوالحق الذی وعدہ بمقتضی الرحمة انتہی

علامہ ابن تیمیہ نے بھی اقتضاء الصراط المستقیم مین اس امر کو تسلیم کرلیا ہے کہ حسب وعدہ فضل خداوند کریم بحق فلان کہنا موافق نصوص قرآن وحدیث کے ثابت ہے عبارت بلفظہ یہ ہے والجواب عن ھذا ان یقال اولا لاریب ان اللہ جعل علی نفسہ حقا لعبادہ المؤمنین کما قال تعالیٰ وکان حقاً علینا نصر المؤمنین وکما قال تعالیٰ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وفی الصحیحین انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ بن جبل وھو ردیفہ یا معاذ اتدری ماحق اللہ علی عبادہ قلت اللّٰہُ وَرَسُولُہٗ اَعْلَم قال حقہ علیہم ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً اتدری ماحق العباد علی اللہ اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسولہ اعلم قال حقہم علیہ ان لا یعذبہم فہذا حق وجب بکلماتہ التامۃ ووعدہ الصادق وقد اتفق العلماء علی وجوب مایجب بوعدہ الصادق الی ان قال۔ واما الایجاب علیہ سبحانہ وتعالیٰ والتحریم بالقیاس علی خلقہ فہذا قول القدریہ وھو قول مبتدع مخالف لصحیح المنقول وصریح المعقول انتہی بقدر الضرورۃ۔

عبرت

خاکسار نے کہین رسالہ التوسل مین اپنی طرف سے بحق کسی کے جواز یا عدم جواز کا ذکر نہین لکھا ہان حدیث اول مین مسلک بحق محمد ضرور تھا کیا مین حدیث کو ناقص نقل کرتا اور اس جملہ کو نکال دیتا کہ اس جملہ کے نقل کرنے پر مصنف رسالہ التامل نے خاکسار کو معتزلی۔ دوزخی بتبع ہوئی۔ جاہل بنایا حالانکہ عبارت منقولہ بالا مولانا شاہ عبد العزیزؒ و ملا علی قاری سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ بحق محمد اور بحق السائلین وغیرہ کلمات صرف اس حدیث مین موجود نہین جسکو صاحب رسالہ بزعم خود ضعیف قرار دیتے ہین بلکہ احادیث صحیحہ مین موجود ہین پھر یہ بے ادبی کسکے ماتھے ہوگی۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

اس امر کو تو اردو مین مسائل کے جاننے والے بھی جانتے ہین کہ جو حق بمعنی وجوب لزوم ہی اسکا
اطلاق ایسے مواقع پر درست نہین اور اسکو فقہاء رحمہم اللہ نے منع کیا ہی اور جو حق بمعنی حرمت
وبرکت ہی یا وعدہ بطور فضل وکرم کے معنی مین ہے وہ درست اور احادیث صحیحہ موجود ہے
اسکا کیسکو انکار نہین فافہم -

قولہ یہ حدیث مرویہ ترمذی مفید کسو لیصا نہین بلکہ ہماری تائید ہے کیونکہ توسل کے عالم
حیات مین ہم منعر مین -

اقول حدیث مرویہ عثمان بن حنیف جسکی صحت کا مؤلف رسالہ نے اقرار کرکے یہ کہا ہی کہ اس سے
توسل عالم حیات مین ثابت ہوتا ہی اور ہمارے مفید ہی یہ سمجھنا انکا کہ یہ حدیث صرف توسل حالت حیات پر دلالت کرتی ہو ویسے لیکن
کیونکہ اس حدیث مین کچھ ذکر حیات وممات کا نہین بلکہ محدثین اسکو باب من کان لہ حاجة الی اللہ او الی
احد من خلقہ مین لکھتے ہین اور بعض نے باب فی صلوة الحاجة مین اسکو لیا ہی یہ کسی نے نہین
لکھا کہ یہ صلوة حاجة جو نابینا کو تبلائی گئی حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک
درست تھی اور باین الفاظ حضور کی وفات کے بعد نادرست ہو گئی نواب صاحب بتلائین اگر
واقع مین ایسا ہی ہے کہ حضور کی وفات کے بعد باین الفاظ صلوة حاجت پڑھنا ناجائز ہو گیا
تو محدثین نے اہل اسلام کو سخت دھوکہ دیا مثلاً ابن ماجہ مین باب صلوة الحاجة منعقد کرکے
دو حدیثین لکھی ہین اور دونون کی نسبت ترجمة الباب سے یقیناً ایک حکم ثابت ہوتا ہی
پھر ایک حدیث کی نسبت کہنا کہ حالت حیات اور وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
دونون مین اسپر عمل کرنا درست ہی اور دوسرے کی نسبت یہ قرار دینا کہ حالت حیات مین
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مین تو اسپر عمل درست تھا اور بعد وفات درست نہین رہا
کسقدر زبردستی ہے ایک باب ایک عنوان مین دو مختلف حکم لگا دینا مخالف منشاء مؤلفین
محدثین ائمہ دین کے ہی پس یہ حدیث مطابق ترجمة الباب ہماری مؤید ہی کہ حالت حیات اور بعد
وفات دونون مین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ پکڑنا اور حضور کے وسیلہ

دعا مانگنا جائز ہے فانصف ولا تتعسف۔

قولہ اب یہ امر کہ بعد وفات حضرت صلعم عثمان بن حنیف نے یہ دعا ایک صاحب حاجت کو تعلیم فرمائی اور مولویصاحب نے اسکو توسل بعد موت کی دلیل کے طور پر پیش کیا اسمین ایک طویل کلام ہے جو گزارش ہے سید نعمان خیر الدین الشہیر با بن الالوسی اسکی بابت لکھتے ہین وما ذکر ہذا الحدیث عن عثمان بن حنیف فی زمن امیر المؤمنین عثمان ففی سندہ مقال بل قال بعضہم ان امارات الوضع لائحۃ علیہ فکیف یعارض بہ الکتاب والسنۃ وعمل الصحابۃ۔

اقول مؤلف رسالہ القائل نے صفحہ ۹و ۱۰ تین صفحات مین الصارم المنکی وغیرہ کتب ہم مشربان خود سے اس حدیث عثمان بن حنیف کی اسناد پر جسمین بعد وفات حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ پکڑنیکا ذکر ہے جرح نقل کی ہے اسکے جواب ہمارے پاس دو ہین اول یہ کہ اس سے پہلے حدیث مرویہ ترمذی کی صحت کو آپنے تسلیم کرلیا وہ خود ہمارے دعوے کی دلیل روشن اور ہمارے اثبات مقصد پر برہان بین ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان کرچکے محدثین ائمہ دین نے اس حدیث کو باب صلوۃ الحاجت مین ذکر کیا ہے اور فتوے دے دیا ہے جو اہل اسلام چاہے ضرورت کے وقت اس صلوۃ الحاجت کو پڑھے۔ ائمہ حدیث نے سنن ابن ماجہ وترمذی اور سنن نسائی وغیرہما اپنی اپنی حدیث کی کتابین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً دوسو برس بعد تالیف کی ہین غرض انکی تالیف کرنے سے اپنے ہمعصر اہل اسلام اور اپنے بعد کے مسلمانون کو قیامت تک احکام اسلام کا بتلادینا منظور ہے لہذا اُن احادیث اور احکام کی نسبت جنکو ان اماموں نے کسی زمانہ خاص کے ساتھ مخصوص نہین بتلایا منکرین توسل کا صرف اپنی راے سے مخصوص کرنا بے دلیل اور التفات کے لائق نہین جب وہ پہلے حدیث بھی جسکی صحت مسلم طرفین ہے ہماری دلیل ہے اگر اس دوسرے حدیث کی اسناد پر جرح کرین ہمین مضر نہین اور نہ جواب دینے کی ضرورت ہے دوم یہ کہ اگر اس حدیث ثانی کی اسناد کو کمزور تسلیم بھی کرلیا جاوے اسکا جواب پہلے گزرچکا

کہ فضائل اعمال مین حدیث ضعیف کا لینا درست ہے امر چوابن آلوسی کے حوالہ سے نقل کیا کہ یہ حدیث معارض ہے کتاب و سنتہ و عمل صحابہ کے ہکو ہم تسلیم نہین کرتے بلکہ کتاب و سنت اور عمل صحابہ سب کے موافق ہے کہا اور دنا من الکتاب و السنۃ و عمل الصحابۃ بالدلائل القویۃ علی اثبات التوسل من اشرف البریۃ علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیۃ سواء کان وقت الحیاۃ وبعد الوفاۃ و عرصات القیامۃ۔

حضرت شیخ المحدثین زبدۃ المتقین مولانا شاہ عبد الغنی مجددی دہلوی ثم المدنی انجاح الحاجۃ حاشیہ ابن ماجہ مین بحوالہ شیخ خود مولانا عابد سندی توسل بعد وفات کے اثبات مین اسی حدیث دوم سے استدلال کے متعلق ہمارے دعوے کے مطابق تحریر فرماتے ہین واما بعد مماتہ فقد روی الطبرانی فی الکبیر عن عثمان بن حنیف المتقدم ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان فی حاجۃ لہ فکان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی ابن حنیف فشکی الیہ ذلک فقال لہ ابن حنیف ائت المیضاۃ فتوضا ثم ائت المسجد فصل رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک فتقضی حاجتی و تذکر حاجتک فانطلق الرجل فصنع ما قال ثم اتی باب عثمان فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ فقال قل حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کان الساعہ وقال ما کانت لک من حاجۃ فاذکرھا الی اخر الحدیث خلاصہ اسکے ترجمہ کا یہ ہے کہ ایک شخص کو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے کچھ ضروری کام تھا جب وہ شخص حاضر خدمت ہوتا امیر المومنین اسکی طرف کچھ توجہ نہین فرماتے تھے اس شخص نے اپنا حال عثمان بن حنیف صحابی سے کہا اُنہون نے اُسکو یہ حکم دیا کہ وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعتین پڑھ اور اس طرح دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ

بِكَ اِلٰی رَبِّكَ لِيَقْضِيْ حَاجَتِيْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ اس شخص نے یہی عمل کیا یعنی حضور کے وسیلہ سے دعا مانگی اور نام مبارک لیکر حضور سے استمداد چاہی پھر امیر المومنین عثمان کے دروازہ پر حاضر ہوا امیر المومنین کا دربان آیا ہاتھ پکڑ کے امیر المومنین کے پاس لیگیا امیر المومنین نے اُسکو مسند پر بٹھایا اور اُسکی حاجت اور ضرورت کو دریافت کرکے پورا کردیا اور فرمایا کہ اسکے سوا اور جو کچھ ضرورت ہو بتلا - اور اب تک کیون نہین کہا تھا الخ

اسکی اسناد کی نسبت لکھتے ہین ورواہ البیہقی من طریقین نحوہٗ واخرج الطبرانی فی الکبیر والمتوسط بسند فیہ روح بن صلاح وثقہ ابن حبان والحاکم وفیہ ضعف وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح وقد کتب شیخنا المذکور رسالۃ مستقلۃ فیھا بالتفصیل من اراد فلیرجع الیھا الخ - غرض قدیماً اور حدیثاً علماء اور صلحاء امت حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے وفات کے بعد توسل پکڑتے رہے ہین - ابن تیمیہ اور انکے مقلد البتہ اس سے انکاری ہین جو احادیث اس باب مین پاتے ہین انکی اسناد کے مجروح کرنے یا اسکے معنی مین تحریف معنوی کرنے مین کمال سعی اور نہایت تندہی کام مین لاتے ہین انکے نزدیک دین اسلام کا مدار اسی پر ہے کہ حضور سید ابرار کے وسیلہ بنانے اور حضور کے روضہ شریفہ کی زیارت کے واسطے سفر کرنے سے مسلمانون کو روکین یھدیھم اللہ ویصلح بالھم - +

قولہ افسوس تعصب نے زبان کھلوادی اور اہل ظواہر جنکے سرگروہ ابن تیمیہ قرار دیئے گئے انپر تخطیہ کیا گیا اور امام تقی الدین کہ جنکا علم مساوی ابن تیمیہ نہین نہ انکے مناقب ابن تیمیہ کے برابر ہین انکے معنی فہمی کو ترجیح دی گئی خیر ہم تو خوش ہین کہ جو طعن ہمپر ہے اُسی کے مورد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اسواسطے کہ انکا بھی یہی مذہب ہے کہ بحق فلان کہنا مکروہ ہے اور توسل بعد موت جائز نہین چنانچہ تفسیر رُوح المعانی آلوسی کی عبارت کہ وہ ایک حنفی ہین آیندہ صفحات مین ہدیۂ ناظرین ہوگی الخ -

اقول علامہ ابن تیمیہ کے علم کا کوئی منکر نہین مگر جو مسائل جمہور اہل اسلام کے خلاف اور

اور یہ کوسون دُور قلمبند کرگئے اُنسے اُمّت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتحیۃ مین ہمیشہ کیواسطے اختلاف پڑگیا منجملہ انکے چند امور مقدمہ شفاء السقام صفحہ ۱۲ سے نقل کئے جاتے ہین وقال ان النار تفنی وان الانبیاء غیر معصومین وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاجاہ لہ ولا یتوسل بہ وان انشاء السفر الیہ بسبب الزیارۃ معصیۃ لا تقصر الصلوۃ فیہ -

ترجمہ ابن تیمیہ نے کہا آگ دوزخ کی فنا ہوجاویگی اور انبیاء گناہون سے معصوم نہین اور اللہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ مرتبہ ہے اور نہ آپکا بعد وفات کے وسیلہ پکڑنا چاہیے اور روضۂ رسول اللہ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے ایسے سفر مین بسبب معصیت نماز قصر نکرے الخ

شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی نے جو قاضی القضاۃ اور جمہور علماء کے نزدیک مسلم الثبوت امام وقت تھے علامہ ابن تیمیہ کے مخترعات کا جواب شافی دیا اسواسطے وہ سب کے نزدیک مقبول ہین اور شرقاً غرباً اہل اسلام انکو کلمۃ الخیر سے یاد کرتے ہین اسواسطے انکو علامہ ابن تیمیہ پر ترجیح دی گئی ورنہ کوئی دوسری وجہ نہین -

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بحق فلان کہنے کی کراہت اسی صورت مین ہے کہ حق کے معنی لازم اور واجب کے لئے جائین جیساکہ معتزلہ لیتے ہین وہ حضرت امام کے اور سب ائمہ اہل سنت کے نزدیک ناجائز ہین اور اگر محض اسکے وعدہ اور فضل وکرم کے لحاظ سے موافق احادیث صحیحہ بحق فلان کہا جاے تو یقیناً درست ہے مفصل جواب گزرچکا آپکا طعن بیکار گیا۔ حدیث توسل ابن عباس کے متعلق جو کچھ آپکی شبہات رکیکہ تھی انکے جوابات بھی گزرچکے۔ اعادہ کی ضرورت نہین -

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک توسل بعد الوفات کا عدم جواز صریح الفاظ مین رُوح المعانی مین نہین دیکھا گیا مولف رسالہ التاتل نے کہان سے لکھدیا ہان صرف بحق فلان کہنا حضرت امامنا الاعظم سے مکروہ اسیوقت ہے کہ حق کی معنی لازم اور واجب کے لئے جائین

شاید اسی کو ابن تیمیہ وغیرہ حضرت امام کی طرف اپنے مذہب کی اشاعت کیواسطے منسوب
کرتے ہین کہ حضرت امام عدم توسل کے قائل ہین حالانکہ یہ اور امر ہے اور اسکا جواب تفسیر
عزیزی وغیرہ سے گزر چکا پس جبکہ عدم جواز توسل حضرت امام سے ثابت نہین
اور فی الواقع ثابت نہین یہ لکھکر کہ امام اعظم کے نزدیک توسل بعد موت جائز نہین
سخت دھوکہ دیا۔ شانِ علماء سے بسا بعید ہے کہ کسی پیشوا کی طرف ایسے امر یا ایسے
مسئلہ کو منسوب کرین جو انسے ثابت نہ ہو اور ان کے پیروون کو دھوکہ ہو۔
اعاذنا اللہ من ذلک۔

ہان تفسیر روح المعانی سے صفحہ ۱۴ رسالہ التأمل مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت
لکھی ہے کہ وقتِ سلام قبلہ کیطرف رُخ کرے قبر شریف کی طرف رُوخ نہ کرے۔

فاقول یہ روایت کتبِ معتبرہ حنفیہ مین نہین پائی جاتی کسینے غلط حضرت امام کیطرف
منسوب کردی ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔

وذکر النقل فی استقبال القبلۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ لیس فی المشہور من
کتب الحنفیۃ بل غالب کتبہم ساکتۃ عن ذلک وقد قدمنا عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
انہ قال جاء ایوب السختیانی فدنا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستدبر القبلۃ
واقبل بوجھہ الی القبر۔ ترجمہ وقتِ سلام روضۂ شریف نبوی قبلہ کی طرف رُخ کرنا
جو امام اعظم کیطرف سے کسینے نقل کیا مشہورِ کتبِ حنفیہ مین موجود نہین بلکہ حنفیہ کتب
مین اسکا ذکر ہی نہین البتہ امام اعظم سے منقول ہے کہ ایوب سختیانی حاضر ہوئے
اور قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کھڑے ہوگئے۔ قبلہ کیطرف پشت کی اور
قبر شریف کی طرف مُنہ کیا۔ انتہی شفاء السقام صفحہ ۱۲۷۔

اگر امام صاحب کے نزدیک وقتِ سلام قبلہ کی طرف پشت کرنا ناجائز ہوتا تو ایوب سختیانی
رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت نقل کرنے کیوقت اپنا مسلک بیان کر دیتے وَاِذْ لَا فَلَا

قولہ یہ اپنی تائید مین (عدم جواز توسل بعد وفات مین) رُوح المعانی کی عبارت لکھتا ہون
وانت تعلم ان الادعیۃ الماثورۃ عن اهل البیت الطاهرین وغیرهم من الائمۃ لیس
فیها التوسل بالذات المکرمۃ اور تجھکو معلوم ہے کہ دُعاہاے ماثورہ جو اہلبیت رضی اللہ عنہم
و دیگر حضرات سے مروی ہین اُنہین ذات مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا
ذکر نہین الی آخر العبارۃ۔

اقول مصنف رسالۃ التائل نے اکثر مقامات پر اپنے رسالہ مین تفسیر رُوح المعانی کی
عبارتون سے استدلال پکڑا ہے ہر چند سید محمود آلوسی مفسّر کا بعض مسائل مین رُجحان
مسلک ابن تیمیہ کی طرف ہے مگر اس مسئلہ توسل مین جو متنازع فیہ ہے آخر الامر سید صاحب
نے حق امر کا اقرار کر لیا اور لکھدیا کہ میرے نزدیک حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے حالتِ حیات اور بعد وفات دونون حالتون مین وسیلہ پکڑنا درست ہی۔ مؤلف
رسالہ التائل کے بنے بنائے گھر کو گرا دیا عبارت بلفظہٖ یہہ ہے۔

وبعد هذا کلہ انا لا اری باسًا فی التوسل الی اللہ تعالیٰ بجاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عند اللہ حیًّا ومیتًا ویراد من الجاہ معنی یرجع الی صفۃ من صفاتہ تعالیٰ مثل ان یراد
بہ المحبۃ التامۃ المستدعیۃ عدم ردہ وقبول شفاعتہ فیکون معنی قول القائل
الٰهی اتوسل بجاہ نبیک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تقضی لی حاجتی اللهم اجعل
محبتک لہ وسیلۃ فی قضاء حاجتی انتهی بقدر الضرورۃ روح المعانی صفحہ ۹۹ جزء ثانی
توسل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا مجمع صحابہ مین وقتِ استسقا قبر نبی کریم علیہ وعلی آلہ
الصلوٰۃ والتسلیم سے موافق روایت سنن دارمی ظاہر ہے الفاظ حدیث کے یہ ہین
عن ابی الجوزاء قال قحط اهل المدینۃ قحطًا شدیدًا فشکوا الی عائشۃ فقالت انظروا
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوًا الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء
سقف ففعلوا فمطروا حتی نبت العشب وسمن الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق۔

ترجمہ یعنی مدینہ منورہ مین قحط شدید پڑا مدینہ والون نے حضرت صدیقہ سے شکایت کی
حضرت ممدوحہ نے فرمایا قبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر روشندان بناؤ درمیان قبر شریف اور آسمان کے
چھت نرہے سب نے ایسا ہی کیا خوب بارش ہوئی یہانتک کہ گھاس اُگی اونٹ موٹے تازہ ہوگئے اُس سال کا نام ہی عام الفتق ہوگیا
اس حدیث کی اسناد پر رسالہ التامل مین کچھ جرح نقل کی ہے ایک راوی سعید بن زید کو بعض
محدثین نے ضعیف کہا اور بعض نے لیس بہ باس کہا **اقول** اگر اس اسناد مین ضعف بھی ثابت
ہو تب بھی یہ کسی قوی حدیث کے مقابل اور مخالف نہین مولف رسالہ نے حسب تقلید
ہم مشربانِ خود اس سُنن دارمی کی حدیث کو بخاری کی اس حدیث مرویہ حضرت
صدیقہ لعن الیہود والنصاریٰ اِتخذوا قبورَ انبیائہم مساجدَ کے مخالف ٹھیرایا ہے
حالانکہ دونون مین کوئی مخالفت نہین قبور انبیاء کو مسجدین بنا لینا اور انکو سجدہ گاہ
قرار دیکر پرستش کرنا یقیناً شرک ہے حدیث دارمی مین تو یہ ہے کہ حضرت صدیقہ نے
صرف قبۂ شریف کی چھت مین آسمان کی طرف سوراخ کھلوادیا تھا یہان کسی عبادت
اور پرستش کا نشان نہین لہذا یقیناً ہر دو حدیث ایک دوسرے کے مقابل نہین حدیث
دارمی اپنے موقع پر ہے کہ اس سے قبر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے وسیلہ پکڑنا ثابت ہے
اور حدیث بخاری سے قبور انبیاء کو مسجدین بنانیکا حرام ہونا ثابت ہے۔ فلا اختلاف بینہما فافہم
ابن ابی شیبہ کی حدیث جس مین حضرت امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ مین ایک شخص کا
قبر شریف پر حاضر ہو کر استسقا کیواسطے فریاد کرنا اور حضور کا فریادرسی فرما کر اسکو
خواب مین بشارت دینا کہ بارش ہوگی اور حضرت امیر المومنین کو سلام کہلا بھیجنا رسالہ
التوسل مین لکھی تھی غنیمت ہے اسکی سند پر مولف رسالہ کو الصارم المنکی وغیرہ سے
جرح کرنیکی مدد نہین ملی لاچار اپنی عقل سے یہی کہدیا کہ یہ خواب کا معاملہ ہے مولویصاحب
کو اس روایت نے کچھہ فائدہ نہین دیا۔
انصاف کیجیے کہ اگر قبر شریف پر حاضر ہو کر قبر شریف سے وسیلہ پکڑنا ناجائز ہوتا جیسا کہ

یہ حضرات منکرین توسل کہتے ہین تو حضرت امیر المومنین فوراً اس شخص کو سزا دیتے اور تنبیہ
کرتے۔ کچھہ نہین کہا بلکہ ایسے متاثر ہوئے کہ بے اختیار رونے لگے۔ اور یہ واقعہ اس
زمانہ کا ہے کہ صحابہ کا مجمع تھا اور بارش کیطرف ہر ایک کا خیال لگا ہوا تھا پھر کسینے اس توسل
قبر شریف سے انکار نہین کیا اسکو اجماع سکوتی کہین تو ہوسکتا ہے۔ منکرین توسل ذرا انصاف
سے کام لین اور عاجز کی تحریر کو غور سے پڑھین خلاف جمہور عقیدہ سے باز آئین۔
اعرابی کا تیسرے دن حضور کی وفات کے بعد قبر شریف پر حاضر ہونا اور سر پر مٹی ڈالنا اور
آخر الامر بشارت بخشش سے مبشر ہونا مشہور ہے تمام علماء مذاہب اربعہ نے اپنی اپنی تصانیف
اور مناسک مین اسکو قلمبند کیا ہے اسکے متعلق پہلے اوراق مین تحقیق گزر چکی لوٹانیکی ضرورت نہین ہے

قولہ مولویصاحب کا یہ قول کہ کسی اہل حق کو اختلاف نہین بالکل غلط ہے اب مین دلائل نصوص
احادیث و اقوال سے پیش کرتا ہون تاکہ بطلان انکے قول کا ناظرین کو معلوم ہوجائے الخ

اقول خاکسارنے یہ دعوی کیا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا اور آخرت حالت
حیات و بعد وفات وسیلہ پکڑنے اور امداد چاہنے اور استغاثہ کرنے مین کسی اہل حق مستند
کو اختلاف نہین جو شخص خاکسار کے اس رسالہ کو پڑھیگا اسکو معلوم ہوجائیگا کہ ذات
پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر جیسی حالت حیات مین تھی ویسی ہی
وفات کے بعد ہے کیونکہ اہل اسلام کے ہان یہ مسئلہ مسلمہ ہے اور ایمان کے باقی رہنے کا
دارمدار اسی پر ہے کہ حضور کی نسبت یہ عقیدہ رکھے کہ جو مراتب قرب عنداللہ حالت حیات
مین حضور کو حاصل تھے وہی بلکہ اس سے زیادہ بعد الوفات حاصل ہین پس جسطرح
حالت حیات حضور مین وسیلہ حضور کا پکڑتے تھے ویسے ہی بعد وفات وسیلہ پکڑینگے
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بمقام امیر المومنین ابو جعفر منصور اس باب مین کافی اور
شافی ہے وہ یہ ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی مین مناظرہ کیا
امام مالکنے فرمایا اس مسجد مین آہستہ بول کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے لا ترفعوا

اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اپنی آوازون کو نبی کی آواز سے بلند نکرو اور جو پست آواز سے انجگہ بات کرتے ہین اُنکی تعریف کی اور جو بے ادبی سے پکارتے ہین انکی ہجو کی وَ یَانَّ حُرْمَتَہٗ حَیًّا کَحُرْمَتِہٖ مَیِّتًا یعنی حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم حیات و بعد وفات برابر ہے (یہ سنکر خلیفہ عاجز بنگیا) پھر امیر المومنین خلیفہ نے امام مالک رضؓ سے پوچھا قبلہ کیطرف رخ کرکے دعا مانگون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کرکے دعا کرون امام مالک نے خلیفہ کو جواب دیا اے خلیفہ تو کسطرح حضور کیطرف سے منہ پھیرے گا وَھُوَ وَسِیْلَتُکَ وَوَسِیْلَۃُ اَبِیْکَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حالانکہ حضور وسیلہ ہین تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا قیامت کے دن اللہ پاک کے پاس بلکہ تو حضور کیطرف منہ کر اور حضور سے شفاعت طلب کر اللہ انکی شفاعت قبول کریگا پھر یہ آیۃ پڑھے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

تنبیہ

اس قصہ مناظرہ وگفتگو امام مالکؒ کی سند پر ابن تیمیہ اور ان کے ہم مشربون نے کچھ جرح نہین لکھی بلکہ ابن تیمیہ اقتضاء الصراط المستقیم کے صفحہ ۶۸ مطبوعہ مین دبی زبان سے کہتے ہین فھذہ الحکایۃ اِمَّا اَنْ تکون ضعیفۃ او مغیرۃ وَاِمَّا اَنْ تفسر بما یوافق مذھبہ یعنی یہ حکایت یا تو ضعیف ہوگی یا اس مین تغیر آگیا ہوگا یا اسکی تفسیر ایسی کیجاوے جو امام مالک کے مذہب کے موافق ہوسکے۔

دیکھیے کس طرح امام مالک نے بعد وفات حضور کا وسیلہ ہونا مجمع علماء اور محدثین مین بادشاہ اور خلیفہ وقت کو اسوقت مین بتلایا جبکہ بعض مسائل مین علمی مناظرہ ہورہا تھا اور کسی ہمعصر اور ہم پلہ عالم یا خلیفہ وقت کی طرف سے کہ وہ خود بھی زبردست عالم تھا اس مسئلہ سے اختلاف یا انکار منقول نہین ہوا اس سے زیادہ اس باب اور کس سند

کی ضرورت ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ
مؤلف رسالہ التمائل نے مسئلہ امداد و استمداد کو ہمارے مقابلہ مین تفصیل سے بیجگہ لکھا ہے جو مسئلہ مبحوث عنہا اور متنازعہ فیہا سے جدا ہے ہمین تو صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ ذاتِ پاک حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا اور حضور کے وسیلہ سے دعا مانگنا حضور کی حیات مین جسطرح درست تھا اور جسکو مقابل بھی تسلیم کرتے ہین اسی طرح بعد وفات درست ہے سو الحمد للہ یہ مطلب دلائل شافیہ اور براہین کافیہ سے ثابت ہوگیا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ؕ

قولہ نیز اولیاء کے بعض اقوال اتباع طریقہ مسنونہ کی تائید کرتے ہین چنانچہ فوائد الفواد مین مروی ہے کہ شیخ فرید الدین رح کے بیٹے خواجہ قطب الدین بختیار رح کے مزار پر جاکر محلوق ہوئے یعنی سر منڈوایا گویا بیعت کی جبکہ خواجہ فرید الدین رح کو خبر پہونچی تو فرمایا کہ شیخ قطب الدین رح ہمارے مخدوم ہین مگر یہ بیعت درست نہین گویا قبور سے ایسے معاملہ کو منع کردیا مولویصاحب نے چشتی ہونا ظاہر کیا ہے اسلیئے انکو اولیاء اللہ رح کے اقوال سے فائدہ اُٹھانا لازم ہے۔

اقول مؤلف رسالہ التمائل نے خاص واسطے الزام اس عاجز چشتی کے چشتیون کے سرحلقہ حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار عالی کا قصہ اس غرض سے نقل کیا کہ مزار سے فائدہ اولیاء اللہ نے بھی نہین اُٹھایا سو اسکے جواب مین گزارش ہے کہ عبارت منقولہ مین تو مزار سے بیعت کرنے کو منع کیا ہے کہ مزار سے بیعت کرنا یقیناً تمام جمہور صوفیہ کے نزدیک نادرست ہی فیضان اٹھانے اور مزار شریف پر حاضر ہونیکو ہرگز نہین کہا بلکہ مزاراتِ اولیاء اللہ سے فائدہ اُٹھانا اور برکات کا حاصل کرنا چارون خاندانون کے بزرگون سے ثابت اور ان کی کتابون مین موجود ہے۔ دیکھیئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَرْضَاهُ عَنَّا کے مزار شریف کی نسبت

لطائف اشرفی جیسے معتبر کتاب مین لکھا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنی وہان فیض اُٹھانے کیواسطے حاضر ہوا کرتے تھے عبارت بلفظہ یہہ ہے (حضرت قدوۃ الکبراء میفرمودند مُردگان از آمدنِ زائر و توجہ او خبر دارند چہ عالم روحانی لطافت دارد بتخصیص کہ ارواح اکابر اند کہ توجہ زائر مشعر میکردند نقل است کہ حضرت سلطان المشائخ بزیارت مرقد متبرک حضرت خواجہ قطب الدین رفتند در حین مشغولی بخاطر شریف ایشان رسید کہ آیا ازین توجہ من روحانیت ایشان اشعار داشتہ باشد ہنوز این خطور تمام نشدہ بود از مرقد منورِ ایشان صدائے بر آمد بعبارتِ فصیح ؎

مرا زندہ پندار چون خویشتن — من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

مدان خالی از ہمنشینی مرا — بہ بینم ترا گر نہ بینے مرا

حضرت مولانا عمدۃ الاولیاء شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے سیاحت نامہ مین فرماتے ہین ؎

مزاراتِ دہلی ہمہ کام بخش — بدلہائے عشاق آرام بخش

چہ گویم ازان کعبۂ عارفین — کہ آن نیست جز روضۂ قطب دین

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ واسطے حصولِ فیضان کے حضرت خواجہ قطب کے مزار اقدس پر حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ زبدۃ المقامات کے صفحہ ۲۳ مین مفصّل مرقوم ہے۔

امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ مبدأ و معاد مین اقرار کرتے ہین کہ سیر سلوک کے وقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوح مبارک میری ممد و معاون رہی عبارت بلفظہ یہہ ہے۔ وازان مشائخ عظام روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین بیش از دیگران امداد فرمود۔ الحق ایشان در آنمقام شانِ عظیم دارند۔

ضمیمہ مقاماتِ مظہری مین حضرت شاہ غلام علی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ
(روزے بر مزار حضرت خواجہ قطب الدین رفتہ گفتم شَيْئًا لِلّٰهِ شَيْئًا لِلّٰهِ دیدم
یک حوض پُر از آب کہ از کنارہ او آب میریزد اتفاق شد کہ سینہ تو از نسبت مجددیہ
پُر ہست گنجایش دیگر ندارد)۔

قبور شریف اولیاء اور صلحاء پر حاضر ہونے اور فیض اُٹھانیکا ذکر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ
محدث رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف مین بکثرت موجود ہے رسالہ جزء لطیف مین فرماتے
ہین کہ اپنے والد ماجد کی قبر شریف پر بہت حاضر ہوتا رہا جس سے راہِ توحید میرے
اوپر کشادہ ہوگئی۔

فیوض الحرمین مین ہے تَوَجَّهْتُ اِلٰی قُبُوْرِ اَئِمَّةِ اَهْلِ الْبَيْتِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ
اَجْمَعِيْنَ فَوَجَدْتُ لَهُمْ طَرِيْقَةً خَاصَّةً الخ یعنی مینے اہلبیت رضی اللہ عنہم کی قبور
کیطرف توجہ کی تو انکا طریقہ خاص اصل الطرق پایا۔ غرض اہل سنت جماعت مین جو عالم
باعمل جامع بین الشریعۃ والطریقۃ گزرے ہین وہ فیضان قبور صلحاء کے قائل ہین۔
دیکھیے مشکوٰۃ شریف کے جامع شیخ ولی الدین محدث اکمال فی اسماء الرجال مین حضرت ابی ایوب انصاری کے
تذکرہ مین لکھتے ہین کہ انکی قبر شریف سے لوگ شفا پاتے ہین عبارت بلفظہ یہ ہے وقبرہ قریب من
سورھا معروف الی الیوم معظم یستشفون بہ فیشفون اکمال صفحہ ۶ - اسی اکمال فی
اسماء الرجال کے صفحہ ۳ مین سعید بن جبیر کے تذکرہ مین لکھتے ہین کہ انکی قبر کی زیارت کیجاتی ہے
عبارت بلفظہ یہ ہے ودفن سعید بظاہر واسط العراق وقبرہ بہا یزار امام نووی کی نسبت بھی لکھا ہے وقبرہ یزار
غرض حضرات محدثین کا مشرب بھی یہی ہے کہ قبور صالحین اولیاء کاملین کی زیارت کو اچھا جانتے ہین ہان
علامہ ابن تیمیہ اور انکے مقلد جامد اس سے جدا ہین وفی ھذا کفایۃ لمن لہ درایۃ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق
وانت خیر الفاتحین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

انا العبد المذنب العاصی مشتاق احمد حنفی چشتی انبہٹوی عفا اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی

تقریظ

مولانا مولوی کرامت اللہ خان صاحب حنفی چشتی دہلوی

اگرچہ حقر نے اس رسالہ شریفہ کو بنظر سرسری دیکھا مگر بے ساختہ زبان سے نکلا للہ در المصنف المحقق والفاضل المدقق جزاہ عنا وعن سائر المسلمین اللہ تعالی مصنف رسالہ ہذا کی علم و عمل مین برکت دے اور آخرت مین اجر عظیم اور ثواب جزیل عطا فرماوے بوسیلہ سید المرسلین وطفیل محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم - اور الٰہی اس وسیلہ اور ذریعہ سے ہماری بھی مراد دین و دنیا کی برلا اور مقصد علی کو پہنچا - واقعی مصنف سلمہم اللہ تعالی کی تحقیق اور جواب الجوب لائق تحسین اور قابل آفرین ہے - اہل بصیرت پر بخوبی ہویدا اور روشن ہے - عیان راچہ بیان - مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جس کے دل مین قدرے بھی چاشنی عشق محمدی اور ذوق احمدی ہوگی بے اختیار کہہ اٹھیگا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور بے ذوق اور بے بصیرہ کا علاج نہین - اب دل چاہتا ہی کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ کے قول پر ختم کردون بندہ کو تو یہ قول چسپان نظر آتا ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب + وصلی اللہ علی سیدنا محمد هو وسیلتنا فی الدارین حیًّا ومیتًا وعلی الہ وصحبه وبارك وسلم - حررہ کمترین خلائق محمد کرامت اللہ عفا اللہ عنہ

تحریرات فضلاء دہلی

وسیلہ پکڑنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز اور مستحب ہے اور کوئی دلیل اسکے منع پر شرع مقدس مین مین قائم نہین ہے - سلف و خلف اہل حق مین سے کوئی اسکا مخالف نہین ہوا البتہ ابن تیمیہ نے اسمین خلاف کیا ہی اور اونکے اتباع سے اور دو چار اہل حق کے مخالف ہو بیٹھے لیکن تمام اہل حق نے ابن تیمیہ کا اس مسئلہ مین تخطیہ کیا ہے اور توسل کے جواز پر اہل حق کا اتفاق ثابت کیا ہے - علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین رد المحتار مین فرماتے ہین

ذکر العلامة المناوی فی حدیث اللهم انی اسألك واتوجه الیك بنبیك نبی الرحمة عن العز بن عبد السلام انه ینبغی کونه مقصورًا علی النبی علیه الصلوٰة والسلام وان لا یقسم علی الله بغیره وان یکون من خصائصه قال وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی الی ربه ولم ینکره احد من السلف ولا الخلف الا ابن تیمیة فابتدع مالم یقله عالم قبله اھ

اور فتاوی عالمگیریہ میں ہے ویبلغ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیك یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بك الی ربك الی اخرہ لہذا مذہب حق یہ ہے کہ توسل آنحضرت صلعم کے ساتھ بعد وفات جائز ہو اور تفصیل کیلئے مولنا مولوی مشتاق احمد صاحب جنب کی یہ تحریر دفع التامل اور التوسل کافی ووافی ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ بندہ محمد کفایت اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مہر محمد کفایت اللہ

الجواب صحیح بلاریب
بندہ محمد قاسم عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ

ما احسن الجواب
بندہ محمد امین عفی عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

مہر بسجع محمد امین
لاشک فیہ محمد امین سنت

مہر بسجع ضیاء الحق
جہان ضیاء الحق بود روشن ان

حق تعالی شانہ سے حاجت طلب کرنا اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو ذریعہ اور وسیلہ قبولیت بنانا جائز بلکہ مستحسن اور ارجی للاجابۃ ہی چنانچہ روایات حدیث وفقہ سے یہ امر ثابت ہی واللہ اعلم فقط۔ بندہ محمود دیوبندی ÷ - ÷

الجواب صحیح
محمد وصیت علی مدرس مدرسہ مولوی عبد الرب صاحب مرحوم دہلے۔

مہر
محمد وصیت علی

الجواب صحیح
محمد شفیع الدیوبندی عفی عنہ
مدرس مدرسہ المولوی عبد الرب

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ دعا جناب باری سے نہو عجیب بات ہے اسقدر جرأت اور دلیری مسلمان کو نچاہیئے خصوصاً جو انبیا کو زندہ تسلیم کرے پھر بھی کہے کہ انبیا سے توسل واسطے اجابت دعا نچاہیئے بہت ہی بعید ہے فقط محمد منفعت علی عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

مہر
محمد منفعت علی

صحت نامہ اغلاط دفع التامل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۸	کی	سے	۲۵	۱۱	کرکے	کرے
۹	۱۵	ہی	نبی	۲۶	۹	اعال	افعال
۱۲	۱۲	بدلائل	بدلالۃ	"	۱۴	تفضیلی	تفضلی
"	۱۳	ہے	ہوا	"	۱۹	تہاں	جہان
۱۴	۱۰	یستغفاء	یستضاء	۳۶	۱۹	بتقام	بمقابلہ
۲۱	۲۱	مقدمہ	مقدسہ	۰	۰	۰	۰